امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا اختر حسین قاسمیؒ
■ غنچۂ ادب (تبصرہ کتاب)
■ قدم ہمارا جو اٹھ گیا......
■ دوسروں کو متاثر کرنے کا طریقہ
■ شیر شاہ سوری......
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 50 مورخہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰/ دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

مرکزی حکومت ملک کے باشندوں کو مذہبی بنیاد پر تقسیم کرنے کی غلطی نہ کرے: امیر شریعت

سی اے اے اور این آر سی کے خلاف مسلسل تحریک جاری رہے گی؛ امارت شرعیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ میں کئی اہم تجاویز کی منظوری

رپورٹ : مولانا رضوان احمد ندوی و محمد عادل فریدی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲۲/ دسمبر ۲۰۱۹ء روز اتوار کو امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے ارکان شوریٰ مدعوین کرام، دینی اداروں، تنظیموں اور سیاسی وسماجی خدمت گاروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ شہریت ترمیمی قانون اور این آرسی کے ذریعہ مرکز کی برسر اقتدار حکومت پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو نشانہ بنا کر پریشان کرنا چاہتی ہے، پھر ملک کے دوسرے اقلیتی طبقات، دلتوں، سکھوں، عیسائیوں اور او بی سی، ایس سی ایس ٹی برادریوں کو اس قانون کی زد میں لائے گی اور ان سبھوں پر منوسمرتی کے قانون کو نافذ کرنے کی کوشش کرے گی۔ ان حالات میں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم ان پسماندہ طبقات کے اصحاب سے رابطہ کو تیز کریں اور ان کو یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ آج ہماری اور کل تمہاری باری ہے۔ اس سلسلہ میں میں بھی لوگوں سے رابطہ میں ہیں اور آپ بھی اپنے حلقۂ اثر میں اس طرح کے اصحاب سے ملاقات کریں اور رائے عامہ بنانے کی کوشش کریں۔ ضلع سے لے کر صوبے کی سطح پر پر امن مظاہرے میں شریک ہوں اور مسلسل جد و جہد کرتے رہیں جب تک کہ حکومت اس قانون کو واپس نہ لے۔ حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ مرکزی حکومت اس ملک کے باشندوں کو مذہبی بنیادوں پر تقسیم کرنا چاہتی ہے، ہم وطنی بھائیوں کے ساتھ مل کر ان کی ان سازشوں کو ناکام بھی بنائیں اور اپنی تحریک کو حکمت و تدبر کے ساتھ آگے بھی بڑھاتے رہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مسئلہ ہندوستانی آئین اور دستور کے تحفظ کا ہے۔ یہ کوئی ذات و برادری اور مذہب و مشرب کا نہیں ہے۔ اس لیے مظاہرے میں یہ بات اپنے ان بھائیوں کے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کریں۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے یکسالہ کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی فعال قیادت میں روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اس کے تمام شعبوں کے کاموں میں وسعت ہوئی ہے، اور بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف مقامات پر نئی تنظیمیں بھی قائم ہوئی ہیں، قائم مقام ناظم صاحب نے ملک کے موجودہ حالات پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت شہریت ترمیمی قانون کے ذریعہ حکومت ایک خاص طبقہ کو ملک کے دوسرے درجہ کا شہری بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ امارت شرعیہ نے اس قانون کو واپس لینے کے لیے پوری طرح تحریک چلا رکھی ہے اور اس کے خلاف تین جہتوں سے کام کر رہی ہے، پہلا کام یہ ہے کہ پر امن احتجاجی مظاہرہ وطنی بھائیوں کے ساتھ مل کر کیا جا رہا ہے۔ دوسرا کام یہ ہے کہ قانونی اعتبار سے سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور تیسرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے دستاویزات درست کرنے کی تیاری میں لگے رہنے کی اپیل کی جا رہی ہے۔ انہوں نے شرکاء سے کہا کہ آپ امیر شریعت کی آواز، ان کی فکر کی ترجمان اور ان کے سوز دروں کی زبان بن کر امارت شرعیہ کے پیغام کو گھر گھر پہونچائیں اور ملت کی مخلصانہ رہنمائی کرتے رہیں۔

امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کی یکسالہ کارکردگی کا خلاصہ ارکان و مدعووین کو پہلے ہی فراہم کر دیا گیا تھا، اس کی روشنی میں اظہار خیال کرتے ہوئے مولانا ابو طالب رحمانی کولکاتا نے کہا کہ اس وقت ملک کے جو حالات ہیں اور نفرت کی جو فضا پھیلائی جا رہی ہے، اس میں برادران وطن کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جناب حسن احمد قادری صاحب ناظم جمعیۃ علماء بہار نے کہا کہ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف پر امن مظاہرے تسلسل کے ساتھ کرتے رہنا چاہئے اور اس کے لیے امن پسند اور انصاف پرور سیکولر مزاج کے لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جناب احمد اشفاق کریم صاحب نے حضرت امیر شریعت کی مدبرانہ قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے چند مہینے پہلے ایمانی بصیرت سے جن حالات کا مشاہدہ کیا تھا اب لوگ بھی اس چیز کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے سی اے اے اور این آرسی کے تعلق سے وضاحتی گفتگو بھی فرمائی۔ مولانا مفتی نذر توحید صاحب مظاہری نے کہا کہ اس قانون کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں، لیکن اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو کیسے متحد کیا جائے اگر کوئی لائحہ عمل اس کے لیے تیار ہو جائے تو کام کرنے میں سہولت ہوگی۔ جناب جاوید اقبال صاحب ایڈووکیٹ نے کہا کہ مرکزی حکومت نے اس وقت ملک میں نفرت کا جو ماحول بنایا ہے اس کی کڑی بہت پرانی ہے، اگر ابتدا ہی میں مسلمان اپنے مخلص قیادت پر اعتماد کر کے اقدام کرتے تو آج ملت یہاں نہیں کھڑی ہوتی۔ انہوں نے احتجاجی مظاہرے میں احتیاطی پہلو کو اختیار کرنے کی دعوت دی۔ مولانا ابوالکلام شمسی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ ایک باوقار تنظیم ہے اگر ہم آپسی اتحاد اور ہم آہنگی کو بڑھائیں گے تو اس سے ہمارا احتجاج منظّم و مربوط ہوگا۔ اور لوگوں کی غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی۔ مولانا خورشید عالم مدنی نے کہا کہ امارت شرعیہ کی قیادت اور خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت کو مبارک باد دی اور کہا کہ ہم ان کی رہنمائی میں آگے بڑھنے کے لیے شانہ بشانہ تیار ہیں۔ انہوں نے دعاۃ کی تعداد کو بڑھانے پر بھی زور دیا۔ جناب شاہنواز احمد خان صاحب نے تعلیم بالغان کے لیے پروجکٹ بنانے کی بھی تجویز پیش کی۔ مولانا ڈاکٹر یٰسین قاسمی رانچی نے کہا کہ موجودہ حالات میں امارت شرعیہ کی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے اور ہم سب ان حالات میں پوری قوت کے ساتھ ملی کاز کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لیے امارت شرعیہ کے قدم بقدم ہیں، انہوں نے بی جے پی کی طرف مسلمانوں کے تئیں جو منفی تصویر پیش کی گئی ہے وہ سی اے اے کے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے اس کو کاؤنٹر کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا شکیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کی کارکردگی رپورٹ جامع اور تشفی بخش ہے، میرا احساس ہے کہ مکاتب کے نظام کو اور وسیع کیا جائے۔ جناب ڈاکٹر ساجد سیتامڑھی نے کہا کہ سیتامڑھی میں دار القضاء کے لیے زمین فراہم ہوگئی ہے اب اس پر جلد سے جلد تعمیراتی کام شروع کیا جائے۔ مولانا محمد عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ مسلمانوں کو موجودہ حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور امارت شرعیہ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے اپنی تحریکی سرگرمیوں کو امارت شرعیہ کے اکابر کے بنائے ہوئے اصولوں اور لائحہ عمل کی روشنی میں چلانا چاہئے۔ مولانا ایوب نظامی صاحب نے مبلغین کی تعداد بڑھانے کی تجویز رکھی، مولانا اعجاز کریم صاحب نے مساجد کے صدور وسکریٹریز کی بھی ایک تنظیم بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس موقع پر مولانا محمد عالم قاسمی صاحب کی مرتب کردہ کتاب ''تصوف ایک اجمالی خاکہ'' کا بھی رسم اجراء حضرت امیر شریعت نے فرمایا۔

مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں تلاوت کلام پاک کے بعد سب سے پہلے مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے تجویز تعزیت پیش کی، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم نے گذشتہ مجلس شوریٰ کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور منظور کردہ تجاویز پر ہوئی عملی پیش رفت سے بھی اجلاس کو واقف کرایا۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے شوریٰ کے اس اجلاس کی نظامت کی اور ارکان شوریٰ کی طرف سے کیے گئے سوالات کا بھی خوش اسلوبی کے ساتھ جواب دیا۔ جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ نے مالی سال ۱۴۴۰ھ کی آمد وخرچ کا گوشوارہ پیش کیا اور مالی سال ۱۴۴۱ھ کا بجٹ مبلغ ۹/ کروڑ ۵۲/ لاکھ ۱۰/ ہزار روپئے کا پیش کیا، جس کو اجلاس نے منظور کیا۔ اس موقع پر مجلس شوریٰ نے حسب ذیل تجاویز اتفاق رائے سے منظور کی۔ امارت شرعیہ کے قاضی جناب مولانا عبد الجلیل قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی کے ساتھ تمام شعبہ جات کے ذمہ داران کے علاوہ جناب مولانا سعد اللہ قادری، ایس ایم شریف، حافظ محمد فخر الدین، مولانا محمد عظیم الدین رحمانی، مولانا بدر احمد مجیبی، مرزا حسین بیگ، شکیل اختر، سید عزیز الحسن، مفتی توحید مظاہری، ماسٹر انوار احمد رحمانی، مولانا قمر انیس قاسمی، محمد طاہر صاحب، ڈاکٹر ابوالکلام سہرسہ، سید تسلیم رضوی، جناب محمد مظاہر، مولانا اعجاز احمد، حاجی فرید رحمانی، مولانا عبد الواحد ندوی، مولانا منظور احمد اٹکی، زاہد الرحمٰن، جناب راغب احسن ایڈووکیٹ، حاجی سلام الحق، سید ممتاز اختر مانڈر کھگڑیا، قاری شعیب نوادہ، جناب فیاض حالی ایڈووکیٹ، جناب صابر حسین ہولی ویژن اسکول سمن پورہ، جناب اختر الاسلام شاہین ایم ایل اے سمستی پور، مولانا انوار اللہ فلک سیتامڑھی، قاضی انور حسین رانچی، ماسٹر نثار احمد رحمانی جموئی، ماسٹر عبد الستار، احسان الحق پٹنہ، حافظ انصار، شمیم اقبال صاحب بے بی لینڈ پٹنہ، مولانا محمد اعجاز قاسمی، جناب کوثر خان، مولانا مرغوب عالم رحمانی سمستی پور، خورشید عالم ایڈووکیٹ، مولانا گوہر امام قاسمی، جناب غازی عارفی کھگڑیا کے نام اہم ہیں۔

اتحاد وتنظیم

''ہم نے ایک سبق کو یاد نہیں رکھا جو کسی بھی جماعت اور تنظیم کے لیے نہایت ضروری اور بے حد اہم ہے، ہم نے اتحاد و تنظیم ایثار و قربانی کو اپنے ذہنوں اور زندگی سے کھرچ کر نکال دیا.... یاد رکھئے، کوئی بھی قوم مضبوط تنظیم اور قربانی کے جذبہ کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی، خصوصا موجودہ حالات میں اتحاد اور تنظیم کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے، یہ دور حق کو لڑ کر حاصل کرنے کا ہے... یاد رہے حقوق کی بھیک نہیں مانگی جاتی، حقوق حاصل کیے جاتے ہیں۔ (امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ محمد منت اللہ رحمانیؒ)

بلا تبصرہ

''جب تک پارلیامنٹ اور قانون ساز اداروں میں ایسے نمائندے رہیں گے جو جرائم کے معاملوں میں ملزم ہیں، تب تک عورتوں کے خلاف جرائم میں شاید ہی کمی دیکھنے کو ملے، بدقسمتی سے کوئی ایک پارٹی نہیں، بلکہ سبھی سیاسی پارٹیاں اس کے لیے ذمہ دار ہیں، دبنگ اور مجرمانہ شبیہ رکھنے والے نیتاؤں کو ٹکٹ دینے میں کوئی پارٹی کسی سے پیچھے نہیں ہے.... کسی بھی سماج کے لیے یہ افسوسناک ہے کہ جمہوری اداروں میں ایسے اراکین موجود ہوں، جن پر عصمت دری آبرو ریزی جیسے سنگین الزامات ہوں۔ (ہندوستان ۲۱/ دسمبر ۲۰۱۹ء)''

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہیں گے، اگر چہ کفر کرنے والوں کو ناپسند ہو (سورہ توبہ:۳۲)

مطلب:۔ دین اسلام ایک ازلی اور ابدی دین ہے جس کو خالق کائنات نے فطرت انسانی کے عین مطابق بنایا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ پوری انسانیت تک پہونچایا ہے، چنانچہ عہد نبوت میں یہ دین حق پورے آب وتاب کے ساتھ پھیلتا رہا، مخالفت ومزاحمت کی تیز وتند جھونکوں میں بھی اسلام اپنی روشنی بکھیرتا رہا جس کے باعث لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے، حالاں کہ کفر کی طاقتیں چاہتی تھیں کہ دین اسلام کو پروان نہ چڑھنے دیا جائے لیکن اسلام کی محبت وچاشنی ایسی تھی کہ لوگ اس کو قبول کرتے گئے اس طرح اللہ نے حق کو غالب کر کے دکھلایا اور باطل کو باطل کر دیا۔ البتہ کچھ مخالفین کی ٹولیاں اور طبقے ہر دور میں ظاہر ہوتے رہیں جو اسلام کے بارے میں پروپگینڈہ کرتے رہے لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلاتے رہے، لیکن اسلام کا دائرہ بڑھتا ہی رہا، یہ تو ممکن ہوا کہ مسلمان کسی خطہ میں عددی اعتبار سے کم رہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ اسلام کہیں مغلوب ہوا ہو، تاریخ اسلام کا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے قرآن وسنت پر پوری طرح عمل کیا تو کوئی کوہ ودریا ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکا اور یہ غالب آکر رہے اور ہاں جب کبھی جہاں کہیں ان کو مغلوب یا مقہور ہونے کی نوبت آئی، وہ قرآن وسنت کے احکام سے غفلت اور خلاف ورزی کا نتیجہ تھا، جو ان کے سامنے آیا، دین حق پھر بھی اپنی جگہ کامیاب ہی رہا، اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ دین غالب بھی رہے گا اور محفوظ بھی اور اپنے عادلانہ نظام اور عالمگیر نظریہ مساوات انسانی کی بنیاد پر پھیلتا ہی رہے گا، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی کچا پکا مکان باقی نہ رہے گا، جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے، عزت داروں کی عزت کے ساتھ اور ذلیل لوگوں کی ذلت کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ عزت دیں گے وہ مسلمان ہو جائیں گے اور جن کو ذلیل کرنا ہوگا وہ اسلام کو قبول تو نہ کریں گے مگر اسلامی حکومت کے تابع ہو جائیں گے۔ (معارف القرآن جلد۴)

اس لیے اگر ہم دین حنیف سے جڑے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی بنیاد پر عزت عطا کریں گے اور ہماری حفاظت بھی فرمائیں گے، اور جو لوگ اسلامی تہذیب کو مسخ کرنے یا مسلمانوں کو اپنے اندر ضم کرنے کی جدوجہد کریں گے اللہ اس کے منصوبوں کو ناکام کر دیں گے، اس لئے آج وقت کا شدید تقاضہ ہے کہ ہم اپنی ملی قیادت پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے ہمت وجرأت، حکمت وتدبر اور صبر واستقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں اور اپنی تدبیروں کے ساتھ خدائے کارساز سے امداد ونصرت کی دعائیں بھی کرتے رہیں، خدانخواستہ اگر ہم نے وقت کے اس اہم طوفان سے چشم پوشی کی اور اپنی عافیت کوشیوں میں مبتلاء رہے تو جان لیجئے کہ تاریخ اس جرم کو کہیں معاف نہیں کرے گی۔

اعمال وکردار کی اصلاح

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہے، اگر بندے میری فرماں برداری کرتے ہیں، تو ظالم بادشاہوں کے قلوب کو ان کے حق میں رحمت اور شفقت کی طرف موڑ دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں عادل اور نرم خو حاکموں کو غضب اور سختی کی طرف موڑ دیتا ہوں، جس کے نتیجہ میں وہ بادشاہ ان کو سخت مشکلات اور تکالیف میں مبتلا کر دیتے ہیں، اس لئے تم اپنے کو ان حاکموں کے لئے صرف بددعا کرنے میں مشغول نہ رکھو، بلکہ دعاؤں کے ساتھ اپنے کو ذکر اللہ میں مشغول کرو تاکہ میں تمہیں ان حاکموں کے شر اور تکالیف سے محفوظ رکھوں۔ (رواہ ابونعیم)

وضاحت:۔ اس وقت پوری دنیا میں مسلمان مختلف قسم کے ظلم وستم کے شکار ہو رہے ہیں، کہیں ان کی ملی وتہذیبی شناخت کو مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے تو کہیں ان کے عرصہ حیات کو تنگ کیا جا رہا ہے، اگر ان پریشانیوں کے عوامل واسباب پر غور کیا جائے تو اس کی بہت سی وجوہات میں ایک وجہ نمایاں طور پر یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ اس امت کا رشتہ خالق کائنات سے کمزور پڑ گیا ہے، حضور ﷺ کی سنتوں کا اتباع کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ بداعمالی میں مبتلا ہو گئی ہے اور اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے صرف دعاؤں سے اپنے ظالم حکمرانوں کو بدلنے کا راستہ اختیار کر رہے ہیں، جبکہ قدرت کا قانون ہے کہ دعائیں اسی وقت اثر انداز ہوں گی جب ہم اپنے کردار وعمل اور طریقۂ زندگی سے خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کو ثابت کریں، ایمان وعقیدہ میں پختگی لائیں، ورنہ گناہ کے گندے تالاب میں تیرتے ہوئے خوشبو کی امید رکھنا ناعاقبت اندیشی کے سوا کچھ نہیں ہے، اس لیے کہ رب ذوالجلال کا طے شدہ اصول ہے کہ اوروں سے اصلاح حال کی توقع رکھنے سے پہلے اپنے اعمال وکردار کو درست کرنے ہوں گے اور اللہ اور اس کے احکام کا پابند ہونا پڑے گا۔

ہمارے عقائد وعبادات درست ہونے چاہئے، معاملات ومعاشرت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت ہونی چاہئے، اللہ کا خوف دو باتوں میں جمع ہوتا ہے اس کی اطاعت میں اور گناہ سے پرہیز کرنے میں، اگر ایک دفعہ اصلاح کی فکر کی شمع دل میں روشنی ہوگئی تو ان شاء اللہ یہ شمع زندگی کو منور کر دے گی، اگر ہم نے اس کا عزم وارادہ کر لیا تو حاکم بھی مشفق ومہربان ہو جائیں گے اور دل سے نکلنے والی دعائیں بھی بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوں گی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

نماز جنازہ میں تین یا پانچ تکبیریں کہنا

اگر امام نماز جنازہ میں پانچ تکبیر کہہ دے یا تین ہی تکبیر پر سلام پھیر دے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب وباللّٰہ التّوفیق

نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں، اگر امام چار کے بجائے پانچ تکبیریں کہہ دے تو مقتدی کو چاہئے کہ امام کی اتباع میں یہ پانچویں تکبیر نہ کہے بلکہ خاموش رہ کر امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے اور جب وہ سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیر دے نماز ہو جائے گی:

قال ابو عمر بن عبد البر انعقد الاجماع علی الاربع ،فلو کبر الامام خمسا لا یتبعه المقتدی بل یقف ساکتا حتی یسلم فیسلم معه لان الزیادة علی الاربعة منسوخة ولا متابعة فی المنسوخ .(حلبی کبیری ص/۵۸۶)

لیکن اگر امام تین ہی تکبیر پر سلام پھیر دے تو کسی کی نماز نہیں ہوگی، اس لیے کہ چاروں تکبیریں فرض ہیں اور فرض کے فوت ہونے سے نماز نہیں ہوتی ہے اور جب امام کی نماز نہیں ہوگی تو مقتدی کی بھی نماز نہیں ہوگی، پھر سے پڑھنی ہوگی:

الامام اذا اقتصر علی ثلثةفسدت فیما یظهر واذا فسدت علی الامام فسدت علی المأموم لترک رکن من ارکانها (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص/۲۲۲).فقط

قبر کی گہرائی کتنی ہو

ہمارے یہاں عام طور پر تصور یہ ہے کہ قبر میں فرشتے جب سوال وجواب کے لئے آتے ہیں تو میت کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں، اسی تصور کے پیش نظر قبر کھودی جاتی ہے جس میں قبر کا نچلا حصہ جہاں میت کو لٹایا جاتا ہے اس کی گہرائی کمر تک رکھتے ہیں اور قبر کا اوپری حصہ جہاں تختہ وغیرہ رکھا جاتا ہے اس کی گہرائی سرزمین سے ایک بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ رکھتے ہیں، قبر کھودنے کا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں، صحیح طریقہ کیا ہے وضاحت فرمائیں؟

الجواب وباللّٰہ التَوفیق

قبر کھودنے کا مذکورہ طریقہ صحیح نہیں ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ قبر کے دو حصے ہیں، ایک حصہ وہ ہے جہاں میت کو لٹایا جاتا ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جہاں تختہ وغیرہ ڈال کر میت ڈالی جاتی ہے، پہلے حصہ سے دوسرے حصہ کا فاصلہ بس اتنا ہونا چاہئے کہ میت کا جسم تختہ وغیرہ سے نہ لگے، اس کے بعد دوسرے حصہ کی گہرائی سرزمین سے قد آدم یا سینہ یا کم از کم ناف تک ہو، اس طریقہ میں قبر کی زیادہ اونچائی بھی نہیں ہوگی اور نعش جانوروں کی رسائی سے بھی محفوظ ہوگی، رہ گیا لوگوں کا یہ تصور کہ میت کو بیٹھنے کی جگہ ہونی چاہئے، یہ تصور غلط ہے کیوں کہ جب قبر میں فرشتے آتے ہیں اور اپنے آنے جانے کا راستہ نکال لیتے ہیں تو سوال وجواب کا بھی راستہ نکال لیں گے، ہمیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے:

والشق أن یحفر حفیرة کالنهر ویبنیٰ جانباها باللبن أوغیره ویوضع المیت بینهما ویسقف علیه باللبن او الخشب ولا یمس السقف المیت. (حلبی کبیر ص/۵۹۵ فی الدفن)

ومقدار عمق القبر قدر نصف قامة ذکره فی الروضة وفی الذخیرة الی صدر الرجل أو وسط القامة فان زادوا فهو افضل وان عمقوا مقدار قامة فهو احسن. (حلبی کبیر ص/۵۹۶)

دوران حج کسی خاتون کا انتقال ہو گیا تو تجہیز وتکفین کیسے ہوگی؟

حج کے دوران کسی عورت کا اِنتقال ہو جاتا ہے تو اس کو غسل کس طرح دیا جائے، اور کفن کس طرح دیا جائے، اور کس کپڑے میں دیا جائے؟

الجواب وباللّٰہ التَوفیق

جس طرح عام حالات میں خاتون میت کی تکفین وتدفین کی جاتی ہے، حالت احرام میں انتقال کرنے والی عورت کی تکفین وتدفین بھی اسی طرح کی جائے گی۔ حالت احرام میں انتقال کرنے والی خاتون کے حق میں کچھ خصوصی احکام نہیں ہیں۔

أخرج مالک فی الموطأ عن نافع أن ابن عمر کفن ابنه وافدا ومات بالجحفة محرما، وخمر رأسه ووجهه وقال لولا أنا محرم تطیبناه ، وروی ابن أبی شیبة فی المصنف بسند صحیح عن عائشة أنها سئلت عن المحرم یموت فقالت: اصنعوا به کما تصنعون بموتاکم الخ (أعلاء السنن،۳۴۵/۸)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف

پھـــــــــلــــــــــواری شــــــــــریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 50 مورخہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰/ دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

تیرا وعدہ

وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے کہا ہے کہ ہم گارنٹی لیتے ہیں کہ ہمارے رہتے اقلیتی سماج کی کسی بھی سطح پر ان دیکھی نہیں ہوگی، اوران کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، انہوں نے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں مختلف ملی تنظیموں کے ذمہ داروں سے ایک ملاقات میں یہ بھی کہا کہ ہم ان آر سی کو بہار میں لاگو نہیں ہونے دیں گے، ان سے پوچھا گیا کہ یہ تو مرکز کے دائرہ اختیار کی چیز ہے، آپ کس طرح اس کو روک پائیں گے، تو اس کا کوئی واضح جواب ان کے پاس نہیں تھا، پوری ملاقات میں وہ خود ہی بولتے رہے، قائدین کو بولنے کا موقع انہوں نے کم دیا، پھر یہ خبر مختلف چینلوں سے آنے لگی کہ بہار ان ریاستوں میں شامل ہوگیا ہے جو ان آر سی کو نافذ نہیں ہونے دے گا اور بہت سارے لوگ اس خبر کو دیکھ کر نتیش کمار کی واہ واہی میں لگ گیے، حالاں کہ نتیش کمار کے اس قسم کے وعدوں کو ان کی عملی کارکردگی کے دائرے میں دیکھنا چاہیے اور ی بھی جان لینا چاہیے کہ قانون کے مقابلے میں اس قسم کے دعووں اور وعدوں کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے، سیاسی پارٹیاں اس قسم کے وعدے کرتی رہتی ہیں اور ہر روز بھلا دیا کرتی ہیں، ہندوستان کی عوام خوب جانتی ہے کہ ان وعدوں پر کس قدر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔

آج ہمارے وزیر اعلیٰ گارنٹی لے رہے ہیں کہ اقلیتی سماج کی ان دیکھی ہم نہیں ہونے دیں گے، خود انہوں نے اتنی ان دیکھی کر رکھی ہے کہ اس کا شمار مشکل ہے، تین طلاق کا بل ان کی مدد سے پاس ہوا، وہ خاموش ہی نہیں رہے بلکہ انہوں نے پارٹی ارکان کو ہدایت دی کہ وہ واک آؤٹ کرکے بی جے پی کے منصوبے کو کامیاب کریں۔ بابری مسجد مسلمانوں سے چھین لی گئی، اس میں بھی ان کا رول منفی ہی رہا، شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء راجیہ سبھا سے پاس کرانے میں ان کی مضبوط حصہ داری رہی، یہ سب مسلم اقلیت کے مسائل تھے، جن سے وہ مسلسل ان دیکھی کرتے رہے، ان آر سی میں بھی ان کا رول کچھ مختلف نہیں ہوگا، کیوں کہ جس پارٹی کے اشتراک سے وہ وزیر اعلیٰ ہیں وہ ان کے منصوبے سے الگ اقدام نہیں کرسکتے، یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کہ انہیں عہدے کی لالچ نہیں ہے اور وہ بھر پور سیاست کر چکے، کیوں کہ اقتدار اور عہدے کی ہوس اور سیاست کی بازی گری یہ شراب کی طرح ہے، ایک بار لت لگ گئی تو پوری زندگی پیچھا نہیں چھوڑتی، نتیش نے بہار میں شراب نوشی پر پابندی لگائی ہے، اس کی فروختگی قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے، لیکن عہدے کا جو نشہ ہوتا ہے وہ اس میں خود گرفتار ہیں اور وہ اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتے، اور جب تک یہ نشہ ان کے اندر رہے گا وہ بی جے پی سے دامن بھی نہیں چھڑا سکتے، تجزیہ کار کہتے ہیں کہ نتیش اپنی پہلی باری میں بی جے پی پر غالب تھے اور بی جے پی ان کے تابع تھی، اب دوسرے دور میں وہ مغلوب ہیں اور بی جے پی اپنی مرضی سے جو چاہتی ہے ان سے کروالیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اقلیت سے متعلق کئی اداروں میں برسوں سے عہدہ دار نہیں ہیں، بہار اردو اکیڈمی، اردو مشاورتی بورڈ کا یہی حال ہے، بہار اردو اکیڈمی کی سرگرمیاں بحث ونظر کی اشاعت کو چھوڑ کر پوری طرح ٹھپ ہیں، اردو مشاورتی بورڈ بھی، شفیع مشہدی کی مدت پوری ہونے کے بعد کسی سربراہ کا انتظار کر رہا ہے، اقلیتوں کے مسائل سے ہمارے وزیر اعلیٰ کی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ شہریت ترمیمی بل جب پارلیامنٹ میں پیش تھا، اس وقت مسلم تنظیموں نے ملنے کا وقت مانگا تو ان کے پاس وقت نہیں تھا، بل جب قانون بن گیا تب ملنے کا وقت دیا اور یہ ملاقات بھی ایسی رہی جس سے مسلم تنظیموں کے ذمہ دار مطمئن نہیں ہو پاتے اور انہیں وزیر اعلیٰ کے رویہ اور گفتگو سے مایوسی ہی ہاتھ لگی، اور یہ ان کا پرانا طریقہ ہے، گاندھی میدان کی تاریخ ساز ریلی دین بچاؤ دیش بچاؤ کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے جو چال چلی اس سے سارے لوگ واقف ہیں، حالیہ ملاقات میں بھی اپنے ارد گرد بعض ایسے لوگوں کو انہوں نے کھڑا کر رکھا تھا، جس سے سماج میں اچھے تاثرات نہیں گیے۔

انتخاب قریب ہے، نتیش جی کی یہ مذبذب والی پالیسی انہیں سخت نقصان پہونچائے گی، اس لیے انہوں نے اقلیتوں کے مسائل سے جو ان دیکھی کر رکھی ہے، اسے فوراً ختم کرنا چاہیے اور وہ جتنا کچھ کرسکتے ہیں، کرنا چاہیے، اخباری بیانات اور پرائم ٹائم پر خبروں کا لگ جانا یہ مسائل کا حل نہیں ہے اور نہ ہی اقلیتوں کے تئیں ان کے احساسات کی آئینہ دار، اب عوام بھی سیاست کو سمجھنے لگی ہے اور ان کی سمجھ یہ ہے کہ نتیش کمار مسلسل اقلیتوں کے مسائل کی ان دیکھی کر رہے ہیں۔ انہیں جھارکھنڈ کے نتائج سے بھی سبق لینا چاہئے، جہاں وزیر اعظم کی نو (۹)، امیت شاہ کی پندرہ (۱۵) اور وزیر اعلیٰ رگھوور داس کی پچاس (۵۰) اور یوگی کے ذریعہ منعقد گیارہ (۱۱) ریلیوں نے کام نہیں کیا اور بی جے پی کو منہ کی کھانی پڑی وزیر اعظم اور امیت شاہ کا ۳۷۰ اور رام مندر کی تعمیر کے نعرے وہاں کے رائے دہندگان کو متاثر نہ کرسکے، کیوں کہ انہیں زندگی کی تلخیوں کا سامنا تھا اور تلخیاں ۳۷۰ ہٹانے اور رام مندر چار مہینے کے اندر بن جانے کے وعدے سے دور نہیں ہوا کرتیں، کہیں بہار کا بھی معاملہ اسی رخ پر نہ چلا جائے اسلیے وزیر اعلیٰ جناب نتیش کمار جی کو اقلیتوں کے مسائل کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئے تاکہ اگلے انتخاب میں اقلیت بھی ان کی طرف توجہ دے سکے۔

من مانی

وزیر اعظم نریندر مودی نے رام لیلا میدان دہلی کے عام اجلاس میں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ این آر سی پر کبھی کوئی بات کسی سطح پر نہیں ہوئی اور نہ ہی کابینہ کی مٹنگ میں اس پر کوئی بحث ہوئی، جب کہ ہندوستان کے وزیر داخلہ گھوم گھوم کر این آر سی کے تمام ریاستوں میں نافذ کرنے کی بات کہتے رہے ہیں، یہ بات عقل ودانش سے بعید ہے کہ وزیر اعظم کو بغیر اعتماد میں لیے اوران کی مرضی کے بغیر وزیر داخلہ نے ملکی پالیسی کے بارے میں اتنا بڑا اعلان کر دیا ہو، ظاہر ہے دونوں میں سے کوئی ایک ضرور جھوٹ بول رہا ہے، یا پھر بی جے پی کے اندر میں قیادت بدل رہی ہے وزیر اعظم کا مکھوٹا استعمال ہوتا ہے اور وزیر داخلہ اپنی من مانی کر رہے ہیں، اس من مانی کی وجہ سے وزیر داخلہ کا قد اونچا ہو رہا ہے اور وزیر اعظم صرف ''من کی بات'' سنانے میں مگن ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ امیت شاہ اپنے قد کو اونچا کر کے انہیں لال کرشن ایڈوانی کی طرح ''مارگ درشن منڈلی'' میں ڈالنے والے ہیں، ہوسکتا ہے کہ آئندہ وزیر اعظم کو صدر جمہوریہ بنا کر امیت شاہ خود وزیر اعظم کی کرسی پر قابض ہو جائیں، پہلے بی جے پی کا چہرہ عوامی طور پر وزیر اعظم نریندر مودی ہی تھے، لیکن ہریانہ، مہاراشٹر اور اب جھارکھنڈ کی ہار نے مودی بھکتوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ مودی پہلے کی طرح کرشماتی نہیں رہے، حال تو امیت شاہ کا بھی اچھا نہیں ہے جو لوگ یہ کہتے اور پریس والے یہ لکھتے نہیں تھکتے کہ شاہ ہے تو سنبھو ہے'' وہ آج سوچنے پر مجبور ہیں کہ مہاراشٹر اور جھارکھنڈ میں شاہ کے رہتے اقتدار تک پہونچنا ناممکن کیسے ہوگیا مہاراشٹر میں چند گھنٹوں کے لیے وزیر اعلیٰ کا حلف دلانے کی وجہ سے جو کرکری اور تھو تھو ہوئی اور جس طرح شرد پوار نے امیت شاہ کے مہروں کو ناکام کیا اس سے ان کی شبیہ بھی ہلکی پڑی ہے اور بی جے پی کا دائرہ اقتدار سمٹتا جا رہا ہے، یقیناً اس میں بڑا ہاتھ ان غیر جمہوری اور غیر دستوری فیصلوں کا ہے جس نے عوام کو سڑک پر لا کھڑا کیا ہے، عوام سمجھنے لگی ہے کہ حکومت شہریوں کے بنیادی مسائل اور ضرورتوں کی ان دیکھی کر کے غیر ضروری کاموں پر اپنی توانائی صرف کر رہی ہے۔

این پی آر

ابھی سی اے اے (شہریت ترمیم قانون) پر پورا ملک سراپا احتجاج بنا ہوا ہے، اسی درمیان مرکزی کابینہ نے قومی آبادی رجسٹر تیار کرنے پر اپنی مہر لگا دی ہے اور اس کے لیے فنڈ کی منظوری بھی دیدی ہے، اطلاع کے مطابق ۹/ فروری سے ۲۸ فروری ۲۰۲۰ء تک اس کام کو پہلے مرحلہ میں کیا جائے گا، دوسرے مرحلہ میں گھروں کی گنتی کرائی جائیگی۔ یہ کام اپریل سے شروع ہوگا اور ستمبر تک اسے مکمل کر لیا جائے گا، اس کام کے لیے تیس لاکھ لوگوں کو لگایا جائے گا، گذشتہ مردم شماری کے وقت اس کام کو مکمل کرنے کے لیے اٹھائیس لاکھ لوگوں کی خدمات لی گئی تھیں۔

مردم شماری کا کام انگریزی عہد حکومت اور آزاد ہندوستان میں آٹھ آٹھ بار پہلے ہو چکا ہے، لیکن یہ سینسس (CENSUS) تھا، این پی آر نہیں، ۲۰۱۰ء میں یو، پی، اے (ترقی پسند اتحاد) کے دور سے این پی آر (قومی آبادی رجسٹر) کا آغاز ہوا، ۲۰۱۵ء میں اسے اپ ڈیٹ کیا گیا اور ۲۰۲۱ کے لیے این، پی، آر (NPR) کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ سی اے اے (CAA) کے بعد این پی آر (NPR)، این آر سی (NRC) کی طرف بی جے پی حکومت کی طرف سے اٹھایا گیا دوسرا بڑا اقدم ہے، یہ حسب روایت جو دس سال پر مردم شماری ہوا کرتی تھی، ایسا نہیں ہے، بلکہ اسے ڈیٹا بیس کیا جائے گا، موبائل ایپ سے جوڑا جائے گا، جو اطلاع لوگ دیں گے اس کو درج کر لیا جائیگا، ابھی تک کی اطلاع کے مطابق آدھار کارڈ پیش کرنا کافی ہوگا، این پی آر میں جو باتیں دستاویز کے بغیر درج کر لی جائیں گی اس کی روشنی میں این آر سی کے لیے ثبوت مانگے جائیں گے، ظاہر ہے ایسے لوگوں کی تعداد کروڑوں میں ہے، جن کے پاس زبانی دی گئی اطلاع کے مطابق کاغذات نہیں ہوں گے، یا کاغذات تھے لیکن سیلاب اور آتش زدگی کی نظر ہوگئے، ایسے میں ان حضرات کے لیے مسائل کھڑے ہوں گے، حکومت عوام کو گمراہ کر رہی ہے کہ این پی آر کا این آر سی سے کچھ لینا دینا نہیں۔ جبکہ صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ این پی آر این آر سی کی طرف بڑھتا ہوا قدم ہے، وزارت داخلہ کے ۱۹-۲۰۱۸ کی سالانہ رپورٹ کے باب ۱۵/ میں لکھا ہے کہ این آر سی بنانے کے لیے این پی آر پہلا قدم ہے۔ جس کو مندرجہ ذیل لنک پر پڑھا جاسکتا ہے

(https://mha.gov.in/sies/default files /annual Report.English.01.10.2019/pdf)

مفکر اسلام حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے بہت پہلے سے کاغذات کی تیاری پر زور دیا تھا، کچھ لوگوں نے اس کو بہت ہلکے میں لیا اور جس مستعدی کے ساتھ اس کو کیا جانا چاہئے، تھا وہ نہیں ہوسکا، اس لیے اب جو وقت بچ گیا ہے، اسے غنیمت سمجھیں اور فوری طور پر اس کام میں لگ جائیں کیوں کہ اب اندھیرے ہماری دیوار تک آپہونچے ہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ سی اے اے اور این آر سی پر جس احتجاج اور مخالفت کا ملک گیر سطح پر حکومت کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور عالمی پیمانے پر بدنامی ہو رہی ہے، اس خفت کو مٹانے کے لیے اب اس نے یک بارگی این آر سی نہ لا کر این پی آر کے ذریعہ پورے ملک کو الجھانے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر ہم اس حکومت کے طریقۂ کار پر غور کریں تو ایسا لگتا ہے کہ حکومت کو ملک کی بدحالی، بدامنی، مہنگائی، جرائم وغیرہ سے کوئی مطلب نہیں ہے، وہ صرف اپنے اقتدار کو باقی رکھنا چاہتی ہے، اور اس کے لیے ملک کے جمہوری نظام کی پامالی سے بھی گریز نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ حکومت ہندوستان میں وہی آمرانہ نظام حکومت قائم کرنا چاہتی ہے، جو ہٹلر نے جرمنی میں اور مسولینی نے آسٹریا میں قائم کیا، یا کیوبا و یوگانڈا جیسے ملکوں میں رائج تھا۔ جہاں بھوکمری، خانہ جنگی اور ملک کی اقتصادی حالت کے ختم ہونے کے باوجود حکومت کو اپنے اقتدار سے مطلب تھا۔ لیکن انہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو ایسے اصحاب اقتدار کا انجام یا تو جیل کی سلاخیں ہوتی ہیں یا پھانسی کا پھندہ۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا اختر حسین قاسمی

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مناظر اسلام، نامور خطیب، مدرسہ امداد العلوم شجاع پور مالدہ، مدرسہ ضیاء العلوم کرماہاٹ، مدرسہ نظامیہ شیر شاہی مالدہ، مدرسہ حسینیہ قرض گرام ضلع بردوان کے سابق استاذ، بلکہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا اختر حسین قاسمی کا ۲/دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۴/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار ان کے وطن ٹنک ماس سیری چک، ڈاکخانہ منگا چک، تھانہ سنہولہ ضلع بھاگلپور میں انتقال ہوگیا، وہ عرصہ دراز سے علیل تھے، دو تین سال سے ان پر نسیان کا غلبہ ہوگیا تھا، انتقال سے دو روز قبل کمر نے کام کرنا بند کر دیا تھا، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز مغرب ان کے صاحب زادہ مولانا نشاط اختر قاسمی نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، اہلیہ کا تین سال قبل انتقال ہو چکا تھا، پس ماندگان میں تین لڑکے اور چار لڑکیوں کو چھوڑا۔

مولانا اختر حسین بن حافظ حکیم محمد ابراہم بن الحاج عبداللہ صاحب کی پیدائش ۱۹۲۹ء میں ٹنک ماس سیری چک بھاگلپور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزازیہ پتھنہ بھاگلپور سے حاصل کیا، یہاں آپ کو مشہور بافیض استاذ مولانا خلیل الرحمٰن صاحبؒ کی زیر تربیت رہنے کا موقع ملا، انہیں کے مشورہ سے مدرسہ اعزازیہ کے بعد ایشیا کی عظیم تعلیمی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، ۱۹۴۹ء میں یہیں سے سند فراغ حاصل کیا اس دوران یہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور دوسرے اکابر اساتذہ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ شرک وبدعات کے خلاف بہت سخت تھے، مولانا اختر حسین صاحب کا مزاج بھی ان کی تربیت کے نتیجے میں حامی سنت اور ماحی بدعت کا بن گیا، دور طالب علمی میں جو یہ رنگ چڑھا تو زندگی کے تمام مراحل میں یہی رنگ غالب رہا اور آپ مناظر اسلام کی حیثیت سے مشہور ومتعارف ہو گیے۔ آپ کی نانی ہال کرہریا، سنہولہ بلاک بھاگلپور میں تھی، مولانا سعید احمد صاحبؒ سابق نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ اسی گاؤں کے تھے اور آپ کے رضاعی بھائی تھے، مولانا اختر حسین صاحب کی سسرال سہوار گڈھ تھی، پہلی شادی کی ناکامی کے بعد دوسری شادی انہوں نے قاری حکیم تمیز الدین صاحب (م ۱۹۶۰ء) کی دختر نیک اختر سے کیا تھا، جو مولانا کے مرحوم بھائی کی بیوہ تھیں اور جو ایک شیر خوار بچے کی ماں تھیں، مولانا نے ان کی زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے نہ صرف ان سے شادی کیا، بلکہ ان کے پہلے شوہر کے لڑکے کو جو دادا کی زندگی میں والد کا سایہ کھو دینے کی وجہ سے اسباب کے درجہ میں بے سہارا اور شرعی طور پر محروم ہو گیے تھے، تقریبا دس بیگھہ زمین اپنے والد سے ان کے نام لکھوا دیا، تاکہ ان کی معاشی حالت درست رہے اور زندگی کے کسی مرحلہ میں بے آسرا اور بے سہارا ہونے کا احساس باقی نہ رہے، مولانا مرحوم ترکہ کی تقسیم کے سلسلہ میں بڑے حساس تھے، انہوں نے نہ صرف اپنے خاندان میں میراث کی تقسیم کے نظام کو شرعی طور پر رائج کیا، بلکہ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی کہ انہوں نے ان کے انتقال کے فوراً بعد میراث سے قبل میت کے مال سے جو حقوق متعلق ہوتے ہیں، اس کی ادائیگی کے بعد ترکہ کی تقسیم کر دیا، اس سے سماج میں اچھا پیغام گیا اور لڑکیوں کو حصہ دینے میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں اس کو دور کرنے کا لوگوں کا مزاج بنا۔

تدریسی زندگی کا آغاز سونس ضلع رانچی کے ایک مدرسہ سے کیا، پھر بنگال بورڈ سے ملحق مدرسہ امداد العلوم شجاع پور ضلع مالدہ میں اپنی خدمات پیش کیں، مدرسہ نظامیہ شاہی اور مدرسہ حسینیہ قرض گرام بردوان میں بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے، مدرسہ ضیاء العلوم کرماہاٹ بھی آپ کی گونا گوں صلاحیتوں سے مستفیض ہوا، بار بار مدرسوں کے بدلنے کی ضرورت اس لیے پڑتی تھی کہ وہ چندہ کرنے سے گریز کرتے تھے، اور مناظرہ مباحثہ، جلسے جلوس میں جانے میں رکاوٹ کو پسند نہیں کرتے تھے، بیش تر مدرسوں سے ان کا قطع تعلق اسی بنیاد پر ہوا کہ مدرسہ کی انتظامیہ ان کے اسفار کو پسند نہیں کرتی تھی، ان کے نزدیک اس سے طلبہ کا نقصان ہوتا تھا، اور سبق کی برکت ختم ہوتی تھی، مولانا مرحوم دین کی بقا، سنت کی اشاعت بدعت سے نفرت، شرک کے ظلمت کدے میں توحید کی شمع روشن کرنے کو اصل کام سمجھتے تھے اور طلبہ کو اس کے لیے تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے تھے، مدرسہ میں تدریسی خدمات قبول کرنے کے لیے ان کی بنیادی شرط یہ ہوتی تھی کہ انہیں تقریر اور جلسوں میں جانے سے نہیں روکا جائے گا، یہ شرط جہاں ٹوٹی مولانا نے وہاں سے رخت سفر باندھا، اس کے باوجود ۱۹۸۰ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک مسلسل مسلم شریف، نسائی شریف اور حکمت وفلسفہ کی کتابیں ان سے متعلق رہیں، اور پوری فنی مہارت کے ساتھ وہ درس وتدریس میں مشغول رہے، وہ بغیر دلیل کے کوئی بات نہیں کہتے تھے، کیوں کہ مناظرہ میں کامیابی کے لئے یہ بنیادی شرط ہے۔

تقریر کے ساتھ مولانا کے اندر تصنیف کی بھی صلاحیت تھی، لیکن انہوں نے اس کا استعمال کم کیا، جلسوں میں شرکت سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی، اس لیے تصنیف کے لیے وقت ہی نہیں مل پاتا، ایک چھوٹی سی کتاب "عبرت" کے نام سے موجود ہے جو ۱۹۹۶ء میں حیدرآباد سے چھپی تھی، اردو اور بنگلہ زبان پر اہل زبان کی طرح قدرت تھی، اردو تو خیر مادری زبان تھی، مشق اور مسلسل بولتے رہنے کی وجہ سے بنگلہ بھی اہل زبان کی طرح بولتے تھے۔

مولانا اختر حسین صاحب سے میری ملاقات بہت زیادہ نہیں تھی، صرف دو بار کی ملاقات یاد ہے، ایک ملاقات تو ان سے ان کے گھر پر امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوئی تھی، ان دنوں وہ گھر پر تھے اور میرا جانا ان کالونیوں کے جائزہ کے لیے تھا، جو بھاگلپور فساد کے بعد بھاگلپور کے مختلف علاقوں میں امارت شرعیہ نے بنایا تھا، معلوم ہوا کہ مولانا کا مکان قریب ہے تو ملنے کے لیے چلا گیا تھا، لیکن اس سے قبل میری ملاقات تفصیلی اس زمانہ میں ہوئی تھی، جب میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں مدرس تھا اور میرے اوپر مختلف مسلک اور مکتب فکر کے مطالعہ کا شوق چڑھا تھا، اس زمانہ میں مختلف فرقوں کے بارے میں معلومات فراہم کرانے کے لیے علماء کی مجلس باری باری مدرسوں میں ہوا کرتی تھی، لکھنے والوں کی کمی کی وجہ سے یہ پروگرام زیادہ دن نہیں چل سکا، انہیں دنوں سنتوں کی تنفیذ اور بدعات کی ممانعت کے حوالہ سے میں نے ایک بڑا پروگرام چین پور، ابابکر پور ضلع ویشالی میں کرایا تھا، اس دور میں اس موضوع پر تین نام بڑا مشہور تھا، مولانا محمد طاہر حسین گیاوی، مولانا عبد المالک بھوجپوری، اور مولانا اختر حسین صاحب بھاگلپوری، ان تینوں میں سے مولانا عبدالمالک اور مولانا اختر حسین صاحب اس اجلاس میں تشریف لائے، مولانا کی طرف میری رہنمائی حضرت مولانا سید محمد شمس الحق صاحب مرحوم (جو اس زمانہ میں جامعہ رحمانی مونگیر میں شیخ الحدیث تھے) نے کی تھی، مولانا مرحوم تشریف لائے اور بڑی اہم گفتگو اس موضوع پر انہوں نے فرمائی، جلسہ ہر اعتبار سے کامیاب رہا، اس وقت سے مولانا کی وقعت میرے دل میں قائم ہوئی اور تا زندگی باقی رہی۔ مولانا عبدالمالک بھوجپوری پہلے دنیا چھوڑ گیے، مولانا طاہر حسین صاحب، صاحب فراش ہیں، اور مولانا اختر حسین صاحب بھی داغ مفارقت دے گیے، ایک خلا ہو گیا، جو پُر ہوتا نظر نہیں آتا، عالم فاضل، محقق، فقیہ وغیرہ تو ہیں، لیکن جوان کا خاص میدان تھا اس میں اب دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آتا، ایک مولانا طاہر حسین گیاوی رہ گئے ہیں وہ بھی اب چراغ سحری ہیں، اللہ مولانا کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات کا نعم البدل عطا فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین یا رب العالمین۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

غنچۂ ادب

:ایڈیٹر کے قلم سے

یہ رسالہ ویشالی ضلع اردو سیل حاجی پور کی جانب سے نکالا گیا ہے، یہ اس کا پہلا شمارہ ہے، سر ورق پر مدیر کی حیثیت سے محمد خورشید عالم کا نام درج ہے، ضلع اردو سیل میں خورشید عالم صاحب کس مقام پر فائز ہیں، اس کا اتہ پتہ رسالہ میں درج نہیں ہے، سرورق کے آخری صفحہ پر البتہ ان کی خوبصورت تصویر چھپی ہے، جو سب سے اوپر ہے، یہ اوپر ہونا عہدے کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے اور مدیر ہونے کی حیثیت سے بھی، اسی سرورق پر ویشالی ضلع کے نو اور اردو ملازمین کی تصویریں دی گئی ہیں، جن میں دو خواتین بھی ہیں، ایک قدیم مسلم تہذیب کی نمائندہ اور ایک جدید تہذیب سے متاثر، اہل علم بار بار یہ کہتے رہے ہیں کہ اردو ایک زبان ہی نہیں تہذیب بھی ہے، لیکن یہ تہذیب قدیم والی ہے جس میں سر سے آنچل نہیں ڈھلکتا تھا، یا جدید والی، جس میں سر پر دوپٹہ یا ساری کے پلو رکھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

چھیانوے صفحات کے اس رسالہ میں آٹھ صفحات، فہرست مضامین، پیغامات ادیتا سنگھ ضلع مجسٹریٹ، رضوان فردوسی قریشی ڈپٹی کلکٹر اور ڈائرکٹر امتیاز احمد کریمی کی گفتنی ہر ایک کے لئے دو دو صفحات مختص کئے گئے ہیں، دو صفحات مدیر جناب محمد خورشید عالم کے قلم سے بلا عنوان ہے، بلاعنوان لکھا ہوا نہیں ہے، لیکن جب کوئی عنوان درج نہ ہو تو اسے بلاعنوان ہی کہتے ہیں، البتہ انعامی مقابلہ کی طرح اس پر عنوان لگانے کی کوئی تحریک نہیں کی گئی ہے، ضلع مجسٹریٹ ادیتا سنگھ نے خورشید عالم اور اردو سیل کے دیگر ملازمین کو مبارک باد پیش کی ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ "یہ سلسلہ قائم رہے گا، تاکہ ویشالی کی تاریخی وتہذیبی انفرادیت سے لوگ واقف ہوسکیں، ڈپٹی کلکٹر وانچارج اردو سیل ویشالی، رضوان فردوسی قریشی نے خورشید عالم صاحب کا غنچہ کی اشاعت میں اہم رول ادا کرنے کا تذکرہ کیا ہے، مبارک باد دی ہے اور اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ یہ رسالہ ادبی حلقوں میں پسند کیا جائے گا، خود محمد خورشید عالم صاحب نے شعبہ کے افراد کی معاونت کے ساتھ اے ایم اظہار الحق ایڈوکیٹ کی محبت اور تعاون کو ناقابل فراموش احسان قرار دیا ہے، اور لکھا ہے کہ ان کے تعاون سے کافی تقویت ملی۔

ڈائرکٹر اردو ڈائرکٹوریٹ حکومت بہار جناب امتیاز احمد کریمی صاحب نے سرکاری محکمہ ہونے کے باوجود اردو کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیا ہے اور دیتے جارہے ہیں، اس سے تو کوئی کور چشم بھی انکار نہیں کرسکتا، انہوں نے اردو کی خدمت کے دائرے کو اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ ان راہوں پر چلنا آنے والے ذمہ دار کے لئے آسان نہیں ہوگا، کریمی صاحب کی مختلف النوع اور ہمہ جہت خدمات کے لئے اردو آبادی ان کی ممنون ومشکور ہے اور ان کے کام کرنے کی صلاحیت اور خلوص کو نہ صرف محسوس کرتی ہے، بلکہ بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ غنچہ ادب کا یہ شمارہ بھی ان کی ہدایت، توجہ اور حکم کا مظہر ہے جس کا اقرار ضلع مجسٹریٹ نے کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس محکمہ نے بہار کے دیگر ضلعوں میں اردو کی ترویج واشاعت کے کام کو تقویت بخشی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی بساط بھر پوری کوشش کی ہے کہ رسالہ ہر اعتبار سے قابل دید اور قابل مطالعہ ہو۔"

آیئے اب اس قابل دید اور قابل مطالعہ رسالہ کی ورق گردانی کرتے ہیں، رسالہ کو پانچ حصے میں تقسیم کیا گیا ہے، مقالات، افسانے، منظومات، متفرقات، اور اخبارات کے تراشے، مقالات کے باب میں ویشالی کی تاریخی وتہذیبی اہمیت پر راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کے طویل مضمون کا ایک اقتباس شامل کیا گیا ہے، جو میری کتاب "تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی سے ماخوذ ہے، اردو کا تحفظ کتنا اہم، کتنا ضروری انوار الحسن وسطوی، مادری زبان کی اہمیت اے ایم اظہار الحق اور اردو کی "زباں حالی" (کذا) اور ہم عبدالستار صاحب کے مضامین شامل رسالہ ہیں، "زباں حالی" پر میں چونکا کہ یہ کون سی تعبیر ہے یا یہ کوئی نیا لفظ وضع کیا گیا ہے، تشکیلیات اور ساختیات کے حوالہ سے ایسا تماشہ ہوتا رہتا ہے، یہ عقدہ تو صفحہ ۲۳/جا کر کھلا کہ لفظ عنوان میں "زبوں حالی" ہی ہے، لیکن پروف ریڈر اور ان کے معاونین کی نگاہیں فہرست مضامین سے ہی چوکنے لگی ہیں اور اغلاط میں نُکاّ چھپی کا کھیل چل رہا ہے۔

اگلا عنوان اس فہرست میں حاجی الیاس بانی حاجی پور درج ہے، جو اے ایم اظہار الحق صاحب کے قلم سے ہے، یہ موضوع بھی میری خاص دلچسپی کا رہا ہے، اس لیے چاہا کہ اسے پہلے پڑھ لوں، پھر دوسرے مندرجات کو دیکھیں گے، اوراق الٹتا ہوا صفحہ ۳۴ پر پہونچا، الامان والحفیظ، یہ کیا؟ یہاں تو اس عنوان کا کوئی مضمون ہی نہیں ہے، بلکہ پورے رسالہ میں اس عنوان پر کچھ نہیں ہے۔ اس کے بدلے یہاں ایک دوسرا مضمون "اردو نظموں کے قدیم وجدید رجحانات" پر موجود ہے، جس کا فہرست میں دور دور تک پتہ نہیں ہے، چھوٹے سے اس رسالہ میں اے ایم اظہار الحق کے نام سے ایک ہی حصہ میں دو مقالات اور افسانوی حصہ میں ایک افسانہ "خان صاحب کی وفات" درج ہے، اس سے ویشالی ضلع میں لکھنے والوں کی کمی کا احساس ہوتا ہے، تبھی تو خورشید عالم صاحب کو اس چھوٹے سے رسالہ کے لیے ایک ہی آدمی کی تین چیزیں لینی پڑیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

قدم ہمارا جو اٹھ گیا ہے، وہ درمیاں میں نہیں رکے گا

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

ایک جمہوری ملک کو کسی ایک دھرم اور کسی خاص نظریات کا حامل بنانا دراصل اس ملک کی جمہوری حیثیت کو قتل کرنا ہے، یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں، اس ملک پر برسوں سے اس کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں، جس کا ڈر تھا اس کا ظہور ہونے لگا ہے، سی اے اے (CAA) سیٹیزن شپ امینڈ منٹ ایکٹ ۲۰۱۹ء اس کا منہ بولتا ثبوت ہے، موجودہ حکومت نے اس کے ذریعہ اس ملک کو ہندتوا کے رنگ میں رنگ دینے کی خطرناک جرأت کی ہے، اور پوری دنیا میں اس قانون کے ذریعہ اس ملک کو وہی حیثیت دینے کا ارادہ کیا ہے جو یہودیوں نے یروشلم کو یہودیت کی مرکزیت کے طور پر متعارف کرایا ہے، اور دنیا بھر کے یہودیوں کے لیے اسے ایک عالمی مرکز کی نمایاں حیثیت دی ہے، ہندوستان ایک تعلیم یافتہ اور ترقی پذیر ملک ہے یہاں کے لوگ دنیا کے تمام ممالک میں نمایاں اور غیر معمولی اہم خدمات انجام دیتے ہیں اور اس ملک کی عملی تصویر اور اس کی گنگا جمنی تہذیب اور پاکیزہ روایات کو اپنے گفتار و کردار سے پیش بھی کرتے ہیں، اس ملک کی تاریخ اور اسے سونے کی چڑیا بنانے نیز اس کے حسین تعمیری شاہکار کو ساتواں عجوبہ کا درجہ دینے کی بات کو دنیا کے عام لوگ بھی اچھی طرح جانتے ہیں، جنگ آزادی اور اس کے اوائل وابتداء کے سارے زریں واقعات، اس کے اولین سرفروشان وطن اور ملک کے گیسوئے برہم کے سنوارنے والے دیوانوں کے افسانے پوری دنیا میں خوب عام ہیں ملک کے عام باشندے اور بیرون ملک کے سارے پڑھے لکھے لوگ اس ملک کی قدیم وجدید تاریخ سے بخوبی واقف ہیں موجودہ برسراقتدار حکومت کے پاس جمہوریت کا بدل ہندو راشٹر اور منو اسمرتی تو ہوسکتی ہے تاہم یہاں کے عام سیکولر باشندگان ملک کے دل کو جیتنے کا کوئی نسخۂ کیمیا نہیں ہوسکتا، دنیا کی یہ تلخ حقیقت ہے کہ یہاں کوئی بھی حکومت جبر واستبداد کے ساتھ دیر تک قائم نہیں رہ سکی ہے، حکومت کی حکمت عملی اور اس کے مسلسل جابرانہ وظالمانہ رویوں نے عام شہریوں کو تلملا کر رکھ دیا ہے عوام اگر ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر روڈ پر نہیں آتے اور صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے تو اس کا مطلب حکومت کو یہ ہرگز نہیں لینا چاہئے کہ لوگ اس کے ایجنڈے اور پلاننگ سے بے خبر ہیں، انہیں ان مسائل کا شعور نہیں ہے، یا وہ سب کے سب ان کے حامی ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ صدی سیکولرزم کی انقلابی صدی ہے سیکولرزم نے دنیا کے اکثر وبیشتر انسانوں کے ذہن کو متأثر کیا ہے، ہندوستان اپنے پاس ماضی بعید سے ہی اپنے شہریوں کی شرح تناسب اور تہذیبی وروایتی پس منظر میں ایک مستحکم سیکولرزم کا ڈھانچہ رکھتا ہے اس کی ساخت اور مذہبی رنگا رنگ تہذیب وثقافت نے اس کی فطرت میں جمہوریت کا عنصر شامل کردیا ہے جو اس کی عالمی پہچان اور روح کی حیثیت رکھتی ہے اس سے برسر پیکار ہونا اور اس کے بنیادی دستور سے چھیڑ چھاڑ کرنا ایسا ہی ہے جیسے شہد کی مکھی پر ڈھیلا مارنا، CAA اور اس کے مبتدیات (NPR) وغیرہ اس کی جمہوری فطرت کے منافی ہیں، زمام اقتدار جن کے ہاتھوں میں ہے وہ بہت سوچ سمجھ کر قدم آگے بڑھائیں جمہوری ملک میں اقتدار واختیار عوام عارضی طور پر کسی پارٹی کے سپرد کرتے ہیں بصورت دیگر عوام بہت جلد اپنے اختیارات واپس لے لیتے ہیں جھارکھنڈ کے حالیہ اسمبلی انتخاب کے نتائج نے دو ٹوک فیصلہ کرکے حکومت کو بہت تلخ سبق دیا ہے۔

CAA کے حوالہ سے دنیا بھر کے عوام وخواص کو معلوم ہوگیا کہ موجودہ حکومت نے اس کے ذریعہ ہندو راشٹر کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی ہے اور سختی کے ساتھ سبھوں نے اس کی شدید مذمت کی ہے اور یہ احتجاج آزاد بھارت کی تاریخ میں فقط احتجاج نہیں بلکہ اس نے ایک تاریخی اور انقلابی تحریک کی شکل لے لی ہے لوگ اس قانون کے واپس لینے تک پورے شد ومد کے ساتھ اس تحریک کو جاری رکھیں گے، اور ایک پل کے لیے بھی نہ وہ تھکیں گے اور نہ ہمت ہاریں گے، اگر حکومت عوامی تحریک کو کچلنے یا کمزور کرنے اور ختم کرنے کی کوشش کرے گی جیسا کہ بعض ریاستوں میں نظر آیا تو حکومت کا یہ ناعاقبت اندیش اقدام اس کے ابدی زوال اور خاتمہ کا باعث ہوسکتا ہے۔

ہم اپیل کرتے ہیں اس ملک کے عام سیکولر شہریوں سے کہ وہ اب اپنے قدم ہرگز پیچھے نہ ہٹائیں اصلی طاقت عوام کی طاقت ہے عوام کو اس تحریک میں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس ملک کی جمہوریت زیادہ طاقتور ہے یا یہاں کی برسر اقتدار حکومت، اب یہ لڑائی فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوگئی ہے اس کارواں کے مسافروں کو اب پیچھے مڑکر ہرگز نہیں دیکھنا ہے بلکہ منزل قریب تر ہے، اور منزل سے مستقل کامیابی کے ترانوں او زمزموں کی صدائیں آرہی ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ منزل سے پہلے ہماری آنکھ لگ جائے یا ہم سست پڑ جائیں ورنہ ہماری ساری قربانیاں بیکار اور ہمارے نونہالان اور عزیز طلباء وطالبات کا خون رائیگاں ہوجائے گا چنانچہ اب ہمیں اپنی باقی ماندہ پوری جمہوری طاقتوں کو اور عوامی جذبات کو اس تحریک اور آندولن کی کامیابی میں جھونک دینا ہے اگر اسمیں حکومت کامیاب ہوگئی تو یاد رہے کہ اس ملک کی آنے والی نسلیں ہمیں ہرگز معاف نہیں کریں گی، اور ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کا بنایا ہوا یہ خوبصورت قانون کبھی ہماری خطا سے صرف نظر نہیں کرے گا اور پھر یہ ملک دوبارہ غلامی کی زنجیر میں جکڑ جائے گا۔

دوسروں کو متاثر کرنے کا طریقہ

معمولات حیات میں چاہے وہ کاروبار کی شدید مصروفیات ہوں یا دعوت وضیافت کی سرگرمیاں، نجی افہام وتفہیم کی محفل ہو یا اجتماعی تقریبات، ہر انسان کے دل میں امتیازی حیثیت اور بلند منصب حاصل کرنے کی خواہش چھپی ہوتی ہے۔ معاشرے میں کسی فرد کی مقبولیت کے لیے بعض اوقات فیصلہ کن بات یہ ہوتی ہے کہ اس میں دوسروں پر خوشگوار اثر ڈالنے کی کس حد تک صلاحیت موجود ہے، اگر ایک شخص دوسروں پر اچھا اثر ڈال سکتا ہے تو وہ یقیناً زندگی کی ارتقائی منازل آسانی کے ساتھ طے کرسکتا ہے، وہ انفرادی اور مجلسی زندگی میں اپنی شخصیت کو زیادہ پروقار بنا سکتا ہے، وہ نہ صرف ہر طرح کی پسندیدہ چیزیں اپنے لیے مہیا کرسکتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی سودمند ثابت ہوسکتا ہے، کوئی شخص دوسروں پر بھرپور اثرات چھوڑنے میں ناکام ہے تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ کامیابی وکامرانی کی سرحدوں کو نہ چھو سکے، کاروباری زندگی میں چند فیصلہ کن عوامل ایسے ہیں جو اثر کو گہرا اور دیرپا بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ پہلی چیز یہ ہے کہ آپ ظاہری روپ اور وضع قطع میں موزونیت پیدا کریں، آپ کو جب کبھی کسی سے ملنے جلنے کا اتفاق ہو، آپ اپنے حسن ذوق سے اسے متأثر کرسکتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ آپ کے کپڑے صاف ستھرے ہونے کے علاوہ جسم کے ساتھ موزونیت رکھتے ہوں بالوں کی تراش خراش ایسی ہو جو زیادہ سے زیادہ بھلی اور خوبصورت لگتی ہو۔ بال میل کچیل سے پاک اور باقاعدہ کنگھی کیے ہوئے ہوں، جوتے بھی لباس کا ایک حصہ ہیں، وہ گندے اور پالش کے بغیر نہ ہوں، اس بات کی احتیاط ملحوظ رکھنی چاہئے کہ لباس کا انتخاب مروجہ روایات سے بہت زیادہ مختلف نہ ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کپڑے پہنے جائیں۔ عام طور پر اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کی ظاہری وضع قطع میں بے ڈھنگا پن پایا جاتا ہے تو وہ ہر کام میں بے ڈھنگے پن اور بدسلیقگی کا مظاہرہ کریگا۔ یہی وہ چیز ہے جو اس کی کارکردگی میں بے اطمینانی اور بے یقینی پیدا کردے گی، ظاہری وضع قطع کے بعد دوسری اہم چیز جو کسی پر اچھا تأثر قائم کرنے میں زیادہ سے زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہے وہ انسان کی آواز کے علاوہ اس کا انداز تخاطب ہے کیوں کہ آدمی کی ذہانت، اہلیت اور علم کا اندازہ تقریر سے لگاتے ہیں۔

عام بول چال میں اور مجلسی تقریر میں اگر کسی کا بیان مبہم، بے ربط اور سپاٹ ہے تو اس کے مخاطب جلد ہی اس کی گفتگو سے اکتا جائیں گے اور اس کی بات کو سمجھ بھی نہیں سکیں گے۔ تقریر کی طرح اس کی آواز بھی صاف، جاندار اور پرکشش نہ ہو تو وہ کسی کو بھی اپنی طرف مائل نہ کرسکے گا، گلا بیٹھا ہوا اور بات سرگوشی کے انداز میں کی جائے یا آواز میں کرختگی ہو تو وہ شخص کسی کو متأثر نہیں کرسکے گا، وہ اکثر سنہری موقعے اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے گا کیوں کہ لوگ اس کی طرف بہت کم متوجہ ہوں گے اور اس کی شخصیت کو نظر انداز کردیں گے، ذہانت کے اعتبار سے اگر کوئی شخص اوسط درجے کا ہو تو بھی وہ بآسانی اپنی آواز، لب ولہجے اور تقریر کی اصلاح کرکے اپنی بے مائیگی کو سلیقے سے چھپا سکتا ہے، لوگ محسوس بھی نہ کریں گے کہ وہ کوئی غیر معمولی آدمی نہیں، لیکن اس کے لیے صبر اور عزم کے ساتھ روزانہ 10 منٹ کے لیے نظمیں، مناسب اور متوازن آواز اور صحیح لب ولہجے سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ مشق آواز کو پرکشش بنانے میں بہت زیادہ معاون ثابت ہوگی اور آپ کے لب ولہجہ میں کشش، اور شگفتگی پیدا ہوجائے گی، الفاظ نہ صرف خوبصورت ہوتے ہیں بلکہ ہیرے کی طرح صاف شفاف، برقی رو کی طرح مؤثر اور فعال ہوتے ہیں، بس ذرا ان کو صحیح موقع محل اور متوازن لب ولہجے کے ساتھ استعمال کرنے کی ضروت ہے پھر آپ دیکھیں گے کہ لوگ کس ذوق اور شوق کے ساتھ آپ کی باتیں یا تقریریں سنیں گے اور ان کے دلوں میں آپ کی شخصیت اور آپ کے الفاظ کا جادو جوت جگا رہا ہوگا، متأثر کرنے کے سلسلے میں لباس اور آواز کے بعد تیسری چیز آداب اور اطوار ہیں، آداب اور اطوار تو برسوں کی تربیت کا قدرتی نتیجہ ہوتے ہیں، اور ان کا انحصار بڑی حد تک لوگوں کے ساتھ ہمارے عام رویے اور نظریہ زندگی پر ہوتا ہے، اس سلسلہ میں اگر کوئی جچی تلی بات کہی جاسکتی ہے تو یہ کہ چال ڈھال، ذہنی روش، جسمانی توازن، مستعدی، سلیقہ شعاری، موقع شناسی، انکساری، مروت اور دوسروں کے جذبات وآرا کا لحاظ رکھنے سے انسان کے آداب واطوار متوازن اور قابل قبول ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص محفل میں گفتگو پر اجارہ داری قائم رکھے، خوشامد پسند اور شیخی بھگارنے والا لب ولہجہ اختیار کرے اور خود پسند، بے فکر اور گنوار ہو تو وہ کبھی بھی کسی پر اچھا تأثر قائم نہیں رکھ سکے گا۔ یقین کیجئے کہ خوش مزاجی، شائستگی، اور لطافت طبع ہی کہیں زیادہ کارگر ثابت ہوگی، بنیادی طور پر انسان میں برداشت، غور وفکر کی صلاحیت، ہمدردی کی عادت اور فہم وفراست ہو تو اس کے اطوار یقیناً اس سے مختلف ہوں گے جو متعصب، غیر روادار، خود پسند، جاہل اور سنگدل ہونے کی صورت میں ہوتے ہیں۔

ذرا خیال کیجیے آپ خود اعتمادی کے بغیر دوسروں پر اچھا اثر ڈالنے کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ انتہاء سے زیادہ اور غیر متوازن خود اعتمادی آدمی کے خلاف تعصب پیدا کرکے اس کی کامیابی کے مواقع کو بڑی حد تک ختم کردیتی ہے، بے جا خود اعتمادی ہٹ دھرمی کی سرحدوں کو چھو کر آدمی کو غیر مقبول بنا سکتی ہے، اصل میں بات یہ ہے کہ آداب واطوار کی طرح آدمی کا رویہ خود اعتمادی کے ہونے یا نہ ہونے کو متعین کرسکتا ہے، اپنے اندر خود اعتمادی کی خوبی پیدا کرنے کے لیے چند ضروری باتیں ذہن نشین کرلینی چاہیں۔ یہ نہ بھولیے کہ آپ جسے متأثر کرنا چاہتے ہیں وہ بھی آپ ہی کی طرح گوشت پوست کا انسان ہے، اس کے بھی حدود وقیود ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کوتاہی، کمی اور کمتری کے احساس کا تعلق بچپن کے کسی ناخوشگوار حربے سے ہوسکتا ہے مگر اب تو آپ بچے نہیں رہے۔ پھر یہ احساس آپ اپنے اندر کیوں رکھیں۔ بحیثیت ایک انسان کے آپ کی کچھ نہ کچھ قدر وقیمت ہے، یہ دوسری بات ہے کہ دوسروں کے پاس آپ سے زیادہ دولت اور صلاحیتیں ہوں مگر زندگی میں آپ کا اپنا بھی ایک حصہ اور فریضہ ہے جسے آپ ہی کو ادا کرنا ہے۔ اس فریضے کو آپ کامل اعتماد اور ہمت کے ساتھ ادا کیجئے۔ کامیابی کے حصول کا ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ ہم جس شخص کو متأثر کرنا چاہتے ہیں، اس کی ذات اور اس کے پیشے میں گہری دلچسپی کا اظہار کریں۔ اس کی پسند کے مطابق سوالات کیجئے، اس کے پیشے کے بارے میں تفصلات معلوم کرنے کی کوشش کیجیے اور باتوں کے دوران یہ تأثر بھی دیتے جائیے کہ آپ اس کے فن یا پیشے کے متعلق بہت ہی کم معلومات رکھتے ہیں۔ جو لوگ چاق وچوبند، مستعد اور منچلے ہوتے ہیں ان کے اندر ہمیشہ کسی نئی مہم کے لیے ولولہ بے چین رہتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ان کی شخصیت، وداد، دلکش اور دلربا ہوتی ہے، ان کی ذہنی اپج نرالی اور حیات آفریں ہوتی ہے، وہ جو کام کرتے ہیں جذبے اور شوق کے ساتھ کرتے ہیں اور آخر تک کام کرنے کا جوش قائم ودائم رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے اندر فطری طور پر قیادت کی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔ جوش عمل کے ذریعے افراد زندگی کے کٹھن اور پرخار راستے، صعوبتوں اور رنج والم کے تند وتیز دھارے بڑی سرعت اور مستعدی سے طے کرجاتے ہیں۔ وہ زندگی کی روحانی مسرتوں اور حقیقی خوشیوں پر حاکمانہ دسترس رکھتے ہیں۔ اگر آپ میں بھی زندگی کی ایسی تڑپ موجود ہے تو مناسب انداز سے اس خوبی کا اظہار کیجیے۔ اس اہم اور دلفریب خصوصیت کو احساس خودی اور کم گوئی کے دبیز کمبل میں چھپائے نہ رکھیے۔ آپ ہر قسم کے حالات میں دوسروں پر اچھا تأثر چھوڑیں گے جس کی آپ کے اندر خواہش موجود ہے۔ (**ماخوذ**)

شیر شاہ سوری نے ہندوستان کو نیا ماڈل دیا

محمد امتیاز رحمانی جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر ،بہار

شیر شاہ سوری کا اصل نام فرید خان ہے۔۱۴۸۶ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام حسن خان سوری تھا۔ آباواجداد کا تعلق افغان قبیلہ سور سے ہونے کے سبب سوری کہلائے۔ دہلی میں جب نسلاً افغان لودھی خاندان کی حکومت قائم ہوئی تو بہت سے افغان سردار دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہی سرداروں میں شیر شاہ کے دادا ابراہیم خان سوری بھی تھے۔ شیر شاہ کے والد حسن خان کو سکندر لودھی نے سہسرام کی جاگیر عطا کی تھی۔ شیر شاہ اپنے والد کے آٹھویں فرزند تھے۔ شیر شاہ سوری کا نام فرید خان رکھا گیا تھا۔ جب دہلی کے تخت پر قابض ہوئے تو شیر شاہ کا لقب اختیار کیا اور سوری سلطنت کی بنیاد رکھی۔ فرید خان شیر شاہ کا رجحان بچپن ہی سے حاکمانہ رہا۔ وہ بچپن میں گھر سے فرار ہوکر جونپور کے نواب کے یہاں ملازمت کرنے چلا گیا۔ شیر شاہ کے والد نے اصرار کیا کہ تعلیم کی خاطر واپس آجائے جبکہ انھوں نے واپسی سے انکار کردیا نیز جونپور میں تعلیم مکمل کرنے پر مصر رہا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد فن سپاہ گیری میں بھی مہارت حاصل کی۔ بعد ازاں محکمہ مالیات سے جاگیر کے نظم ونسق کی تربیت حاصل کی اور بہار کے ایک نواب بہار خاں لوہانی کے یہاں ملازمت اختیار کرلی۔ اسی دوران ایک مرتبہ فرید خان کا ایک شیر سے سامنا ہوگیا تو انھوں نے تن تنہا ہی اس شیر کا کام تمام کردیا۔ اس پر نواب بہار خان لوہانی نے انھیں شیر خان کے لقب سے نوازا اور اپنے لڑکے شہزادہ جمال خان کیلئے اتالیق کی حیثیت سے تقرر کیا۔ پھر جنوبی بہار کے گورنر بنے۔ کچھ عرصہ شہنشاہ بابر کی ملازمت کی بنگال بہار اور قنوج پر قبضہ کیا مغل شہنشاہ ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر اپنی حکمرانی قائم کی۔ اپنی مملکت میں بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ اپنے تعمیری کاموں کی وجہ سے ہندوستان کے نپولین کہلائے، سنارگاؤں سے دریائے سندھ تک ایک ہزار پانچ سو کوس لمبی جرنیلی سڑک تعمیر کروائی جو آج تک جی ٹی روڈ کے نام سے موجود ہے۔ شہنشاہ اکبر مملکت کا انتظام چلانے میں شیر شاہ سے بڑا متاثر تھا۔ ۲۲/مئی ۱۵۴۵ء میں بارود خانہ کے اچانک پھٹ جانے سے وفات پائی۔ تاریخ دان شیر شاہ سوری کو برصغیر کی اسلامی تاریخ کا عظیم رہنما، فاتح اور مصلح مانتے ہیں۔ اردو ادب میں شیر شاہ سوری سے متعلق کئی مثالی قصے ملتے ہیں۔ شیر شاہ سوری (۱۴۷۶ء تا ۱۵۴۵ء) ایسا فرماں روا تھا جس کی ستائش نامور مؤرخین اور عالمی مبصرین کرتے رہے ہیں۔ وہ ہندوستان کا پہلا حکمران تھا جس نے عوامی فلاح کی جانب اپنی بھرپور توجہ دی اور ایسے ایسے کارنامے انجام دیے جو تاریخ کی کتب میں سنہرے حروف میں تو لکھے ہی گئے، ان کے نقوش آج تک موجود ہیں۔ ساڑھے پانچ سو سال قبل اس نے زرعی اصلاحات کا کام شروع کروادیا تھا، جس کی پیروی بعد کے حکمرانوں نے کی۔ شیر شاہ نے سہسرام سے پشاور تک گرینڈ ٹرنک روڈ یعنی جرنیلی سڑک کی تعمیر کروائی تھی اور اس کے کنارے کنارے سایہ دار اور پھل دار اشجار لگوائے، سرائیں تعمیر کروائیں اور سب سے پہلا ڈاک کا نظام نافذ کیا تھا۔ اپنی جدوجہد سے شیر شاہ نے عظیم سلطنت قائم کی تھی۔ لیکن اس نے اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر سہسرام کو ہی پسند کیا تھا جو ادھر اس کا قوم سوری کا اکثریت تھا اس لیے اپنی زندگی میں ہی کیمور کی پہاڑی پر مقبرہ تعمیر کروایا تھا جس کے چاروں جانب جھیل پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستان میں جب مغلوں کی آمد اور لودھی خاندان کا خاتمہ ہوا تو شیر شاہ مغلوں کی جنگی مہارت سے متاثر ہوکر بابر کی فوج میں شامل ہوگیا۔ شیر شاہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے بابر نے اسے سہسرام کا نظم ونسق سنبھالنے کی ذمہ داری سونپی۔ شیر شاہ کی آزادانہ طبیعت بابر کی ماتحتی زیادہ دن برداشت نہ کرسکی اور وہ جلد ہی بہار لوٹ آئے اور کم سن شہزادہ جمال خان جو کہ نواب بن چکے تھے، کی اتالیقی پر دوبارہ فائز ہوگئے۔ ریاست کا سارا نظم شیر خان کے ہاتھوں میں آگیا اور جمال خان برائے نام نواب رہ گیا، جسے دیکھ کر نواب کے بھی دل میں اندیشہ پیدا ہونے لگا۔

اسی درمیان شیر خان نے چنار کے قلعہ دار کی بیوہ سے شادی کی جس کے بدلے میں چنار کا قلعہ شیر خان کے قبضہ میں آگیا۔ شیر شاہ سوری کے بڑھتے ہوئے رسوخ کو جمال خان اور اس کے افغان امراء برداشت نہیں کرپائے۔ انھوں نے شیر شاہ سوری کے خلاف بنگال کے نواب محمود شاہ سے مدد طلب کی، لیکن قسمت شیر شاہ سوری کے ساتھ رہی۔ افغان امرء اور نواب بنگال شکست سے دوچار ہوئے۔ شیر شاہ سوری کے جنگی جوہر میں اضافہ ہونے لگا۔ مغل بادشاہ ہمایوں جب گجرات کی مہم پر تھا تب موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیر شاہ نے ۱۵۳۸ء میں بنگال پر حملہ کردیا۔ نواب بنگال اس کا مقابلہ نہ کرسکا اور اہم علاقے شیر شاہ سوری کے قبضے میں دے کر صلح کرلی۔ ہمایوں کو حالات کا علم ہوا تو وہ شیر شاہ سوری سے مقابلہ کرنے کیلئے آپہنچا لیکن شیر شاہ سوری کے سامنے ٹک نہ پایا اور شیر شاہ سوری کو بطور نواب قبول کرکے واپس چلا گیا۔ لیکن شیر شاہ سوری نوابیت پر اکتفا کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے دسمبر ۱۵۳۹ء میں اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا اور سلطان العادل کا لقب اختیار کیا۔ اب فرید خان سوری شیر خان سے شیر شاہ سوری بن گیا۔ شیر شاہ نے سوری خاندان کی بنیاد رکھی۔ ایک سال بعد ہمایوں نے دوبارہ یعنی مئی ۱۵۴۰ء کے دوران شیر شاہ پر حملہ کیا مگر سخت ناکامی ہاتھ آئی اور سارا شمالی ہند شیر شاہ کے زیر تسلط آگیا۔ ہمایوں جان بچا کر بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ افغان سردار جو ایک دوسرے کو کم تر ثابت کرنے کی خاطر ہمیشہ خانہ جنگی میں مصروف رہتے تھے، شیر شاہ نے سلطان بنتے ہی تمام افغان سرداروں میں اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی، جس میں کافی حد تک وہ کامیاب بھی ہوئے۔ بادشاہ بننے کے بعد شیر شاہ کو بہت کم وقت مل پایا۔ ایک جنگی مہم کے دوران شیر شاہ کے بارود کے ذخیرہ میں آگ لگ گئی جس سے شیر شاہ شدید زخمی ہوگئے اور اسی حالت میں ۲۲/مئی ۱۵۴۵ء میں انتقال کر گئے۔ انھیں بہار کے سہسرام میں دفن کیا گیا۔ شیر شاہ سوری کے بعد سوری سلطنت کو کوئی بھی قابل جانشین نہ مل سکا۔ ۱۵۴۵ء سے لے کر ۱۵۴۶ء کے مختصر عرصہ میں اس خاندان کے چھ فرمانروا تخت نشین ہوئے، جن میں سے بعض کے حصے میں محض چند ماہ کی حکومت آئی۔ اس کے بعد ہمایوں نے دوبارہ حملہ کرکے سوری سلطنت سے تخت واپس حاصل کرلیا۔ شیر شاہ سوری کی شخصیت اور ان کی خوبیاں ان کے مخالفین کو بھی ان کا مداح بنادیتی ہیں۔

شیر شاہ کو حکومت کیلئے بہت کم وقت مل سکا جو دسمبر 1539 سے 2/مئی 1545ء کے وقفہ پر مشتمل تھا' یعنی تقریباً پانچ سال ایک ماہ' لیکن اس مختصر سی مدت میں بھی شیر شاہ سوری نے وہ کارنامے و اصلاحات انجام دئے جن کی مثال ہندوستان کے کسی حکمراں کے دور میں نہیں ملتی۔ شیر شاہ نے ریاست سے جرائم کا خاتمہ کرنے کیلئے کڑے اقدامات کئے نیز ملوث پائے گئے افراد کیلئے کڑی سزائیں تجویز کیں۔ سپاہیوں کو نقد تنخواہ دینے کا نظام قائم کیا۔ سکوں کے نظام میں بہتری لائی گئی۔ سونے چاندی اور تانبے کے سکوں کو رواج دیا اور ہر سکے کی قیمت متعین کی۔ شیر شاہ ایک بہادر جنرل کے ساتھ انصاف پسند، مدبر حکمراں اور رعایا پرور بادشاہ تھے۔ ان کی انہی صفات نے انھیں عوام کی نظروں میں مقبول بنایا۔ اپنے انہی کارناموں کی بدولت وہ تاریخ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے کارناموں کو سراہتے ہوئے حکومت ہند نے شیر شاہ سوری کے نام سے ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیا تھا۔ آپ کے عظیم کارناموں میں سے ایک کارنامہ شاہراہ اعظم کی تعمیر بھی ہے جو افغانستان' ہندوستان اور بنگلہ دیش تک محیط ہے۔ یہ سڑک افغانستان کے شہر کابل سے شروع ہوتی ہے اور پاکستان میں پشاور، لاہور سے ہوتی ہوئی دہلی جبکہ دہلی سے الٰہ باد، بنارس، مرشد آباد سے ہوتے ہوئی کلکتہ اور پھر ڈھاکہ جاتی ہے۔ شیر شاہ نے ملک کے تمام اہم راستوں کی حفاظت کیلئے راستوں پر سرائے تعمیر کروائیں جہاں مسافروں، قافلوں کے ٹھہرنے کا انتظام، مسجد، پانی کیلئے کنواں، رہزنوں سے حفاظت کیلئے حفاظتی دستہ ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ ہر ایک کوس یعنی تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک سرائے اور فوجی چھاونی ہوتی جو راہگیروں کو تحفظ فراہم کرتی تھی۔ ہر سرائے میں ہندو مسلم دونوں طرح کے عوام کے مزاج کے مطابق کھانے کا مخصوص نظم کیا جاتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے سڑکوں کے دونوں کنارے پھل دار درخت لگوائے۔ ڈاک وقت پر پہنچے اور حکومت کے انتظامات میں تیزی آئے، اس کیلئے جگہ جگہ راستوں پر ڈاک کیلئے مخصوص چھاونیاں قائم کیں، جہاں ڈاک کے ذمہ داران کیلئے تازہ دم گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ تجارتی قافلوں کو قزاقوں کے ڈر سے نجات ملی۔ شیر شاہ نے زراعت کے میدان میں بھی کافی اصلاحات کیں۔ ملک بھر میں کسانوں کی زمین کی پیائش کیلئے ایک پیمانہ مقرر کیا اور اسی پیمائش کی مناسبت سے فصلوں پر ٹیکس کی شرح عائد کی۔ اگر کسی سال فصل اچھی نہ ہوتی یا کسانوں کو نقصان ہوتا تو ٹیکس معاف کردیا جاتا اور سرکاری خزانے سے کسانوں کو معاوضہ دیا جاتا۔ محصول کے نظام کو بہتر بنایا۔ بہتر انتظامیہ کے پیش نظر ریاست کو مختلف صوبوں، اضلاع، پرگنوں میں منقسم کیا اور ہر حصہ پر دیانتدار عاملوں کا تقرر کیا جس کی نظیر آج تک میسر نہیں۔ شیر شاہ سوری کا مقبرہ بھی ناقدری کا شکار ہے: شیر شاہ سوری کا مقبرہ حکومت ہند کے اعلان کے مطابق 'سرکاری حفاظت' میں ہے لیکن فن تعمیر کی یہ منفرد مثال اپنی بقاء کی سخت جنگ میں تنہا نظر آتی ہے۔ بہار کے دارالحکومت پٹنہ سے ۱۶۵/کلومیٹر دور شہر سہسرام میں واقع اس مقبرہ کی دیواروں میں لگے پتھر چیخ رہے ہیں اور عمارت کے بعض حصے ٹوٹ کر گر گئے ہیں۔ آخری اطلاعات کے مطابق یہاں کبوتروں اور شہد کی مکھیوں نے اپنے آشیانے بنا لئے ہیں مقبرے کا اندرونی حصہ تاریک رہتا ہے اور یہاں مکڑیوں کے جالے پھیلے رہتے ہیں۔ مقامی لوگ اسے پانی والا روضہ کہتے ہیں۔ کبھی یہاں نہر سے پانی آتا تھا لیکن اب یہ بند ہے اور اس میں مورتیاں 'وسرجت' کی جاتی ہیں۔ اس تاریخی مقام پر جانے والے سیاح کو دل سے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ عظیم تاریخی ورثہ کیسے تاریخ کے باقیات میں شامل ہوتا جارہا ہے۔

سہسرام میں بظاہر ایک دو اچھے ہوٹل دیکھ کر لگتا ہے کہ شاید یہ روضہ دیکھنے والوں کی سہولت کیلئے ہوں گے جبکہ یہ ہوٹل چاول کے تاجروں کی بدولت بھرے رہتے ہیں۔ تاریخ کے استاد پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد کے بقول یہ واحد مقبرہ ہے جو جھیل کے عین درمیان واقع ہے اور ہندوستان میں اسکے بعد کوئی ہشت محل مقبرہ نہیں بنا۔ ہندوستان میں یہ سب سے اونچا مقبرہ تصور کیا جاتا ہے۔ کچھ ہی فاصلے پر شیر شاہ کے والد حسن خاں سور کا مقبرہ ہے جو 'سوکھا روضہ' کہلاتا ہے۔ مقبرہ کا اندرونی حصہ بالکل تاریک رہتا ہے۔ شیر شاہ کے قبر کی پہچان اس پر ڈالی گئی چادر سے کروائی جاتی ہے۔ حکومت ہند کے محکمہ آثار قدیمہ نے شیر شاہ کے مقبرہ کو تحفظ یافتہ قرار دیا ہے۔ اس کے اعلان کے مطابق اس عمارت کے سو میٹر کے دائرے کو 'انتہائی ممنوع' علاقہ مانا گیا ہے اور اس کے دو سو میٹر فاصلے کو 'مقررہ علاقہ' قرار دیا گیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق سو میٹر کے دائرہ میں کسی طرح کی تعمیر ممنوع ہے۔ سرکار کے اعلانات اپنی جگہ، حقیقت یہ ہے کہ مقبرہ کے احاطے میں ہی ایک مندر اور شادی کا منڈپ بنا دیا گیا ہے۔ مقبرہ سے متصل بھی کئی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔ آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا، پٹنہ سرکل کی سپرینٹینڈنگ آرکیولوجسٹ ڈاکٹر ارمیلا سنت کہتی ہیں ''حالت یہ ہے کہ اس تاریخی عمارت کیلئے سانس لینے کی جگہ بھی نہیں بچی۔ مقبرہ کے چاروں طرف کا پانی بدبودار ہے۔ اس میں نہ صرف آس پاس کے گھروں کی نالیاں گرتی ہیں بلکہ درگا پوجا کے دوران مورتیاں بھی اسی میں 'وسرجت' کی جاتی ہیں۔ یہاں سے پانی کا آنا جانا اس لئے بند ہے کہ محکمہ آبپاشی والوں نے اس کے راستے بند کردئے ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ کے اہلکاروں کا کہنا ہے کہ ضلع انتظامیہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے مقبرہ کی حالت بدتر ہوئی ہے۔ مقبرے کے اطراف میں تعمیرات کو آثار قدیمہ والے لاقانونیت کا مسئلہ مانتے ہیں۔''

قلعہ روہتاس بھی ہے شیر شاہ کی عظمت کا گواہ: شیر شاہ سوری کی تعمیرات میں شامل قلعہ جو ۹۴۸ھ میں مکمل ہوا جو پوٹھوہار اور کوہستان نمک کی سرزمین کے وسط میں تعمیر کیا گیا ہے جس کے ایک طرف نالہ کس، دوسری طرف نالہ گھان تیسری طرف گہری کھائیاں اور گھنا جنگل ہے۔ یہ شیر شاہ سوری نے یہ قلعہ گکھڑوں کی سرکوبی کیلئے تعمیر کرایا تھا۔ اس قلعے کے عین سامنے شیر شاہ سوری کی بنائی ہوئی جرنیلی سڑک گزرتی تھی، جو اب یہاں سے پانچ کلومیٹر دور جا چکی ہے۔ دوسرے قلعوں سے ہٹ کر قلعہ روہتاس کی تعمیر چھوٹی اینٹ کی بجائے دیوہیکل پتھروں سے کی گئی ہے۔ ان بڑے بڑے پتھروں کو بلندیوں پر نصب دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس قلعے کی تعمیر میں عام مزدوروں کے علاوہ بے شمار بزرگان دین نے اپنی جسمانی اور روحانی قوتوں سمیت حصہ لیا۔ ان روایات کو اس امر سے تقویت ملی ہے کہ قلعے کے ہر دروازے کے ساتھ کسی نہ کسی بزرگ کا مقبرہ موجود ہے جبکہ قلعے کے اندر بھی جگہ جگہ بزرگوں کے مقابر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور روایات ہے کہ یہاں قلعے کی تعمیر سے پہلے ایک بہت بڑا جنگل تھا۔ شیر شاہ سوری کا جب یہاں گزر ہوا تو یہاں پر رہنے والے ایک فقیر نے شیر شاہ سوری کو یہاں قلعہ تعمیر کرنے کی ہدایت دی تھی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

تجاویز مجلس شوریٰ

منعقدہ ۲۲/ دسمبر ۲۰۱۹ء بمقام کانفرنس ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

تجویز نمبر ۱:۔

ایجنڈا نمبر ۸ کے تحت مجلس شوریٰ کو بتایا گیا کہ گذشتہ ایک سال میں نقباء وخواص کے خصوصی تربیتی اجلاس مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، دربھنگہ، مدھوبنی، سیتامڑھی، مظفرپور، مدھے پورہ، سوپول اور سہرسہ میں ہو چکے ہیں، مجلس شوریٰ اس کی تحسین وتائید کرتی ہے اور آئندہ ایک سال میں، ارریہ، پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، سمستی پور، ویشالی، مونگیر، بھاگل پور اور پٹنہ میں خصوصی تربیتی اجلاس برائے نقباء وخواص کی منظوری دیتی ہے۔

تجویز نمبر ۲:۔

ایجنڈا نمبر ۹ کے تحت مجلس شوریٰ سٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ اور این آرسی کے خلاف امارت شرعیہ کے ذریعہ کی جارہی محنتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے احساسات کا اظہار کرتی ہے کہ سٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ سراسر ناانصافی اور ظلم ہے، اور مسلمانوں کو ملک کے دوسرے درجہ کا شہری بنانے کی ناپاک سازش ہے، جو ملک کی روح اور دستور ہند کی کئی دفعات کے خلاف ہے، پورا ملک اس کے خلاف سراپا احتجاج بن چکا ہے، پوری حزب اختلاف اس ایکٹ کی مخالفت میں متحد کھڑی ہے۔ ملک کی 32 یونیورسٹیوں کے تمام طبقات و مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ، سول سوسائٹیز، مذہبی تنظیموں، وکلاء، ادباء، ماہرین تعلیم، مصنفین، صحافی، بالی ووڈ اداکار، دانشور اور عام شہری اس کی مخالفت کررہے ہیں، اب تو بین الاقوامی سطح پر احتجاج کی آواز گونجنے لگی ہے۔، دنیا کی مشہور یونیورسٹیوں جیسے کیمبرج، آکسفورڈ سے بھی مخالفت کی آواز اٹھ گئی ہے۔ بین الاقوامی میڈیا اس قانون کو نفرت انگیز، متعصّبانہ اور بھارتی آئین کے مخالف قرار دے رہا ہے، واشنگٹن پوسٹ، نیو یارک ٹائمس اور گارجین جیسے بین الاقوامی اخبارات میں اس قانون کی مذمت کی جارہی ہے۔ احتجاج کررہے طلبہ کے ساتھ پولیس کے رویوں کی چاروں طرف تھوتھو ہورہی ہے۔

ان سب کے باوجود، مرکزی حکومت کی آنکھ نہیں کھل رہی ہے اور بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ کہہ رہی ہے کہ وہ اس پر نظر ثانی کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جب کہ ملک کے تمام شہری محسوس کررہے ہیں کہ اس قانون سے ملک کی وحدت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ شہریت ترمیم قانون 2019 آئین کے آرٹیکل 14، 15، 21 اور 25 کے خلاف ہے، اور یہ اقوام متحدہ کی کئی ہدایات اور عالمی قوانین کے بھی خلاف ہے۔ اس قانون کا ہندوستانی معاشرے پر برا اثر پڑے گا۔ اس سے ہندوستان کے حقیقی شہریوں کے حقوق بالخصوص ملازمت اور تعلیم وغیرہ پر بُرا اثر پڑے گا۔ اس لیے:

(الف) یہ مجلس شوریٰ مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس ایکٹ کو واپس لے۔

(ب) مجلس شوریٰ بہار کے وزیر اعلیٰ اور جدیو کے قومی صدر سے مطالبہ کرتی ہے کہ جدیو کو مرکزی حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہئے کہ وہ اس قانون پر نظر ثانی کرے اور اسے واپس لے۔ جے ڈی یو بی جے پی کی ایک اہم حلیف پارٹی ہے، لہذا امید ہے کہ وزیر اعلیٰ بہار کے دباؤ کا مرکزی حکومت پر اثر پڑے گا۔ اسی طرح یہ مجلس اڈیشہ کے وزیر اعلیٰ اور بیجو جنتا دل کے قومی صدر نوین پٹنا یک سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ حکومت سے یہ قانون واپس لینے کی مانگ کریں۔

(ج) ممکنہ این آرسی، جس کا وزیر داخلہ بار بار تذکرہ کررہے ہیں کہ وہ پورے ملک میں نافذ کریں گے، اس کی وجہ سے ملک کے عام شہری خوفزدہ ہیں۔ عام طور پر غریب شہریوں کے پاس مناسب دستاویزات موجود نہیں ہیں۔ اس لیے وہ این آرسی سے باہر رہ جانے اور اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہیں۔ اس لیے مجلس شوریٰ تمام ہندوستانیوں کی جانب سے مرکزی حکومت کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ ایسا خطرناک اقدام نہ کرے، جس سے پورا ملک انتشار کا شکار ہو جائے۔

(د) مجلس شوریٰ بہار کے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کرتی ہے کہ اگرچہ ان کی جانب سے یقین دلایا جارہا ہے کہ وہ اپنی ریاست میں NRC کو نافذ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، لیکن ان کے سابقہ موقف کو دیکھ کر، بہار کے باشندے شش وپنج میں ہیں اور اس پر یقین کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ لہذا، NRC کے سلسلے میں ضروری اقدام کریں اور مرکزی حکومت کو NRC نہ لانے پر مجبور کریں۔

(ہ) امارت شرعیہ نے سی اے اے کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مجلس شوریٰ اس فیصلہ کی بھرپور تائید کرتے ہوئے یہ تجویز منظور کرتی ہے کہ پوری مضبوطی سے سپریم کورٹ میں اس مقدمہ کو لڑا جائے۔

(و) سی اے اے کے خلاف جامعہ ملیہ اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جے این یو، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیوسٹی، بنارس ہندو یونیوسٹی، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سمیت ملک کی بتیس یونیورسٹیوں کے طلبہ وطالبات سڑکوں پر مسلسل دو ہفتوں سے مظاہرہ اور احتجاج کررہے ہیں ملک سے باہر، کیمبرج، آکسفورڈ جیسی عالمی یونیورسٹیوں کے طلبہ وطالبات اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ مجلس شوریٰ طلبہ طالبات کے اس احتجاج ومظاہرہ کی پرزور تائید کرتی ہے اور پرامن احتجاج کرنے والے طلبہ وطالبات کے ساتھ پولیس نے جو ظالمانہ رویہ اپنایا اس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قصوروار پولیس والوں کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ پولیس کی ظالمانہ کارروائی کے دوران جو طلبہ ونوجوان شہید ہوئے ہیں یہ مجلس شوریٰ ان سب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرتی ہے اور ان کے والدین اور اہل خانہ کو صبر واستقامت کی تلقین کرتے ہوئے انصاف کے حصول کی لڑائی میں ان کے ساتھ کھڑے رہنے کا عزم کرتی ہے۔

تجویز نمبر ۳:۔

بابری مسجد کی ملکیت کے مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کو مجلس شوریٰ انصاف کے تقاضوں کے خلاف سمجھتی ہے، مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ ۹ر نومبر ۲۰۱۹ء اور ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۹ء کو ہندوستانی تاریخ کے تاریک ترین دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ یہی وہ دن ہیں جس میں آئین، قانون، مساوات، جمہوری اقدار اور حقیت کے اصولوں کو تار تار کر دیا گیا۔ ۹ر نومبر ۲۰۱۹ء کو بابری مسجد قضیہ میں عدلیہ کے وقار کو مجروح کر کے ساری دلیلوں کو تسلیم کرنے کے باوجود مسجد کے خلاف فیصلہ کیا گیا جو سب کے سامنے ہے اور ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۹ء کو آئین ہند، مساوات اور جمہوری اقدار کا خون کرتے ہوئے ملک کو ایک مذہب کی بالادستی کا شکار بنا دیا گیا ہے۔ اور غیر آئینی وغیر دستوری سٹیزن شپ امینڈمنٹ بل کو قانون کے رکھوالوں نے ہی قانون سے کھلواڑ کرتے ہوئے منظور کر کے قانون کی شکل دے دی۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جمیعۃ علماء ہند کے ساتھ دیگر تنظیموں اور اداروں کی طرف سے اور انفرادی طور پر جو ریویو پٹیشن دائر کیا گیا، سپریم کورٹ نے ایک جھٹکے میں ان سبھی ۱۸ر ریویو پٹیشنز کو خارج کر دیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عدلیہ نے اپنے وقار اور اعتبار کا بھی خیال نہیں رکھا۔ مجلس شوریٰ سپریم کورٹ کے اس رویہ کو یک طرفہ قرار دیتی ہے۔

تجویز نمبر ٤:۔

سی اے اے اور این آرسی کے خلاف احتجاج میں بہت سے نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا ہے، اور ان پر مختلف طرح کے سنگین دفعات لگائے جارہے ہیں۔ یہ لڑائی ابھی لمبی چلنے والی ہے، اس لیے مجلس شوریٰ محسوس کرتی ہے کہ ان نوجوانوں کو قانونی مدد فراہم کرنے کے لیے قانونی سیل کا قیام بہت ضروری ہے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ یہ تجویز منظور کرتی ہے کہ ایک قانونی سیل قائم کیا جائے، جس میں ماہر وکیلوں کی خدمات لی جائیں اور ان سبھی نوجوانوں کو قانونی مدد دی جائے۔ مجلس شوریٰ وکلاء سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ قوم وملت کی خاطر اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر دینے کے لیے سامنے آئیں اور اس قانونی سیل کا حصہ بنیں۔

تجویز نمبر ٥:۔

پھلواری شریف پٹنہ میں حالیہ تصادم کو جو واقعہ ہوا ہے اس کے بارے میں مجلس شوریٰ کا یہ احساس ہے کہ یہ واقعہ شر پسند عناصر اور فرقہ پرست غنڈوں کی سوچی سمجھی پلاننگ کیساتھ ہوا اور ان کی طرف سے پرامن احتجاج کو جس میں ہندو اور مسلم دونوں برابر شریک تھے اس کو مذہبی اور فرقہ وارانہ رنگ دینے کی منظّم سازش کی گئی۔ اور پولیس کی لاپرواہی نے اس کو ہندو مسلم فساد بنانے کی راہ دی۔ مجلس شوریٰ اس واقعہ کی سخت مذمت کرتی ہے اور پولیس کی اس لاپرواہی پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ قصورواروں کو جلد از جلد گرفتار کر کے ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور ایسے پولیس والوں کو بھی نہ بخشا جائے جنھوں نے اپنی ڈیوٹی میں لاپرواہی سے کام لیا اور دنگائیوں کو موقع دیا کہ وہ ایک پرامن احتجاج کو فرقہ وارانہ دنگا بنا سکیں۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قصورواروں کے خلاف سخت کارروائی کے ساتھ ساتھ جن نوجوانوں کو گولی لگی ہے، یا جو سنگ باری میں زخمی ہوئے ہیں، ان کو مناسب معاوضہ دیا جائے۔ جن مظاہرین کو گرفتار کیا گیا ہے یہ پولیس کا ظلم ہے، اس لیے حکومت سے مطالبہ ہے کہ ان نوجوانوں کو فوراً رہا کیا جائے۔

تجویز نمبر ٦۔

مجلس شوریٰ چاہتی ہے کہ بہار جھارکھنڈ اور اڈیشہ کے کم عمر طلبہ کا تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے صوبے سے باہر کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جانا مناسب اور محفوظ نہیں ہے، اس لیے کہ کئی ایسے واقعات پیش آئے ہیں، جس میں یوپی، گجرات، مہاراشٹر وغیرہ کے مدارس میں جارہے نوعمر طلبہ کو اسٹیشن پر سے حقوق انسانی کمیشن اور چائلڈ لیبر مخالف دستوں کے ذریعہ ٹرینوں سے اتار لیا گیا۔ اس لیے مجلس شوریٰ تمام لوگوں سے گذارش کرتی ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کو پڑھنے کے لیے بہار سے باہر نہ بھیجے بلکہ جب وہ بڑے ہو جائیں تو اعلیٰ تعلیم کے لیے انہیں صوبے کے باہر بھیجیں۔ مجلس شوریٰ امارت شرعیہ کے تمام نقباء ونائبین نقباء اور بلاک سطح کے امارت شرعیہ کے ذمہ داروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اس بات پر نظر رکھیں اور سرپرستوں کو سمجھائیں۔

بقیہ: جمہوریت اور آزادی کے لیے دنیا بھر میں ہونے والے احتجاج

لبنان: گزشتہ تیس برسوں سے یہ ہمیں لوٹ رہے ہیں: اکتوبر سے لبنان میں گاہے بگاہے مظاہرے دیکھے گئے ہیں۔ یہ لوگ بدعنوانی اور غلط اقتصادی پالیسیوں کے خلاف سڑکوں پر نکلنے پر مجبور ہوئے۔

وزیر اعظم سعد الحریری کے مستعفی ہونے کے بعد بھی حبا غوسن جیسے شہری نئے نامزد کردہ حکومتی سربراہ حسن دیاب کے خلاف احتجاج کررہے ہیں۔ حسن دیاب کو شیعہ تنظیم حزب اللہ کی حمایت حاصل ہے۔

کولمبیا: انقلاب کے بعد ھی تبدیلی: یہاں دسمبر کے اوائل سے ہی ملکی سربراہ مملکت ایوان دوکے کے خلاف مظاہرے ہورہے ہیں، جس میں بڑی تعداد میں مرد وخواتین شریک ہورہے ہیں۔ مظاہرین سماجی شعبے میں منصفانہ پالیسیوں، تعلیم وتربیت کے لیے مزید رقم مختص کرنے اور صحت کے بہتر نظام کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے لیے سرگرم افراد کے بہتر تحفظ کا مطالبہ کررہے ہیں۔

ان کا ایک مطالبہ سابقہ فارک باغیوں کے ساتھ ہونے والے امن معاہدے پر مکمل طور پر عمل درآمد بھی ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

شمال مغربی شام میں سوا دو لاکھ سے زائد افراد بے گھر

شامی علاقے ادلب میں جنگی صورتحال کے نتیجے میں سوا دو لاکھ سے زائد افراد گھربار سے محروم ہوچکے ہیں۔اقوام متحدہ نے اس تعداد میں مزید اضافے کے امکانات ظاہر کیے ہیں۔
اقوام متحدہ نے بتایا ہے کہ ۱۲/تا ۲۵/دسمبر کے درمیانی عرصے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد ادلب سے نقل مکانی پر مجبور ہوئی۔جنوبی ادلب میں واقع معرۃ النعمان نامی شہر بالکل ویران اور خالی ہوچکا ہے۔اس علاقے کو شام میں اپوزیشن کا آخری گڑھ قرار دیا جاتا ہے۔شامی اور روسی فورسز اس علاقے میں عسکری کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے انسانی بحرانی صورتحال کے خطرات بڑھ چکے ہیں۔
اقوام متحدہ کے انسانی امور کے رابطہ کار ادارے OCHA کے مطابق بے گھر ہونے والے افراد کی تعداد میں مزید اضافے کا امکان ہے۔صدر بشارالاسد کی حامی افواج نے جنوبی و مشرقی ادلب کے کئی علاقوں پر شدید بمباری جاری رکھی ہوئی ہے۔پچھلے ہفتے سے جاری زمینی کارروائی میں کئی دیہات کو شدت پسندوں کے قبضے سے چھڑایا جاچکا ہے۔ادلب میں تمام تر مشکلات کے باوجود شدت پسند مسلح باغی دمشق حکومت کے ساتھ محاذ آرائی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ادلب شمال مغربی شام کا وہ علاقہ ہے، جہاں اب بھی شامی باغی جنگی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔دمشق حکومت نے اس علاقے پر اپنی عملداری بحال کرنے کے لیے حملے تیز کر رکھے ہیں۔
حکومتی فورسز نے ادلب کے گرداگرد واقع چھوٹے بڑے علاقوں پر قبضے کا سلسلہ رواں برس ۳۰/اپریل سے شروع کیا تھا۔ایک اور صوبے حما میں موجود باغیوں کے گرد بھی اسد حکومت کی فوج نے گھیرا تنگ کر دیا ہے۔اقوام متحدہ کے مطابق ادلب میں گزشتہ چند ہفتوں سے جاری حکومتی فورسز کے فضائی حملوں کے باعث عام شہریوں نے نقل مکانی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ۲۰۱۹ء کے دسمبر کے دوسرے اور تیسرے ہفتوں کے دوران حملوں میں شدت پیدا ہونے کے بعد عام لوگوں نے گھربار چھوڑنے میں عافیت سمجھی اور بال بچوں کو لے کر محفوظ مقامات کی جانب منتقل ہونا شروع کر دیا۔امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے بدھ ۲۵/دسمبر کو اپنے ٹویٹ میں کہا تھا: ''روس، شام اور ایران صوبہ ادلب میں ہزاروں سویلین کو مار رہے ہیں، وہ اس سے باز آجائیں''۔ترکی نے بھی ماسکو حکومت سے کہا ہے کہ وہ ادلب میں حملوں کا سلسلہ روکنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔(ڈوئچے ویلے)

روس نے ہندوستان سمیت ۳۹/ممالک کے ساتھ کیا فوجی تعاون معاہدہ

روس نے گذشتہ پانچ سالوں کے دوران اپنے دو روایتی شراکت دار ہندوستان اور چین سمیت ۳۹/ممالک کے ساتھ فوجی تعاون کے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔روسی فوج کے سرکاری اخبار کراسترایا جویزدا نے جمعہ کو نائب وزیر دفاع الیکزنڈر فومن کا انٹرویو شائع کیا جس میں انہوں نے کہا کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مغربی ایشیا، افریقہ، ایشیا پیسفک، لاطینی امریکہ کے ۳۹/فوجی تعاون کے معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔شمالی بحراوقیانوسی معاہدہ تنظیم (نیٹو) کے ساتھ تعلقات خراب ہونے کے بعد روسی فوجی تعاون سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے ہندوستان اور چین جیسے دو روایتی شراکت دار کے ساتھ ساتھ میانمار، لاؤس، ویتنام اور کولمبیا کے ساتھ بھی استوار کئے گئے فوجی تعاون کے بارے میں اطلاع دی ہے۔(یو این آئی)

فلپائین نے دو امریکی سینیٹرز پر پابندی عائد کی

بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق فلپائن نے دو امریکی سینیٹرز رچرڈ ڈربن اور پیٹرک لیہی کے ملک میں داخل ہونے پر پابندی عائد کردی ہے۔علاوہ ازیں فلپائینی حکومت نے کہا ہے کہ امریکی شہریوں کیلیے نرم کی گئی ویزہ پالیسی کو ختم کر کے ویزے کے حصول کو سخت بنا دیا جائے گا۔پابندیوں کی زد میں آنے والے دونوں امریکی سینیٹرز نے فلپائن کے اُن حکام پر سفری پابندیاں عائد کرنے کی سفارش کی تھی جو فلپائن کی سماجی کارکن اور سینیٹر لیلا دی لیما کی غیر قانونی حراست کے ذمہ دار ہیں۔
سینیٹر لیلا نے انسداد منشیات آپریشن کے دوران قتل عام پر صدر کیخلاف تحقیقات کا آغاز کیا تھا جس کے بعد سینیٹر لیلا پر منشیات فروشی کا الزام عائد کر کے پابند سلاسل کر دیا گیا تھا۔سینیٹر لیلا صدر روڈریگو دوتیرتے اور ان کی حکومت کی سخت ناقد رہی ہیں۔امریکہ کی جانب سے اپنے سینیٹرز پر لگائی گئی فلپائن کی پابندیوں پر تا حال کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا ہے۔
رواں برس فلپائن کی امریکی شہریوں کے لیے تیس دن تک ویزے کے بغیر داخلے کی پالیسی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ۷/لاکھ ۹۲/ہزار امریکی شہری فلپائن کے دورے پر آئے تھے۔

قازقستان میں طیارہ ایک سو مسافروں سمیت گر کر تباہ

قازقستان کے شہر الماتے میں ایک مسافر طیارہ اڑان کے فوراً بعد گر گیا جس میں ایک سو مسافر سوار تھے۔
برطانوی میڈیا کے مطابق قازقستان میں الماتے ایئرپورٹ پر مسافر طیارہ اڑان کے فوراً بعد ہی ہوائی اڈے کے پاس گر گیا۔جہاز اڑان بھرتے ہی اچانک تیزی سے نیچے آیا اور ایک پتھر کے بیریئر سے ٹکرانے کے بعد دو منزلہ عمارت سے ٹکرا گیا۔طیارے میں ۹۵/مسافر اور عملے کے پانچ اہلکار سوار تھے جبکہ حادثے میں ۱۴/ ہلاکتوں کی تصدیق ہوگئی ہے اور امدادی کارروائیاں جاری ہیں۔
طیارے کی منزل قازقستان کا دارالحکومت نور سلطان تھا۔واقعے کی تحقیقات کے لیے خصوصی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔قازقستان کے صدر قاسم جومارت نے حادثے پر گہرے رنج کا اظہار کیا اور لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ غفلت کے مرتکب تمام ذمہ داروں کو قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے گی۔

بزنس روزگار و کیریئر

کلائمیٹ ایمرجنسی: ۲۰۱۹ء میں لوگوں کو کچھ کرنے کا احساس ہوا

کرہ ارض کو اس وقت ماحولیاتی تبدیلیوں کے منفی اثرات کی شدت کا سامنا ہے۔حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے پہلی مرتبہ رواں برس تحفظ ماحول کے لیے عالمی سطح پر بڑے احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ ۲۰۱۹ء کے دوران ماحولیاتی تبدیلیوں کے خلاف مظاہروں میں دنیا بھر کے بچے خاص طور پر شریک ہوئے۔اس کی وجہ سویڈش ٹین ایجر گریٹا تھنبرگ کی تحریک ''فرائیڈیز فار فیوچر'' کو قرار دیا گیا ہے۔اسی تحریک کی وجہ سے انہیں کئی تنظیمیں امن کے نوبل انعام کے لیے بھی نامزد کر بیٹھی تھیں۔ماہرین کا خیال ہے کہ تھنبرگ کی تحریک ہی سے ۲۰۱۹ء کے اہم مسائل و معاملات میں ماحولیاتی تبدیلیوں کو اہمیت حاصل ہوئی ہے۔
ماحولیاتی تبدیلیوں کے خلاف مختلف تنظیموں نے تو سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کا بھی مشورہ دیا لیکن اس خیال کو پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔اس تناظر میں کہا گیا کہ جب امید مرنے لگتی ہے تو عمل شروع ہوتا ہے لہٰذا اقوام عالم سے ماحولیات کو بہتر کرنے کی توقعات کم ہونے کے بعد ہی ایمرجنسی کی صورت حال کے تناظر میں عوامی احتجاج نے سر اٹھایا اور دنیا بھر کے کئی ممالک میں کلائمیٹ ایمرجنسی کے تناظر میں عام لوگوں نے صدائے احتجاج بلند کی
۲۰۱۵ء کی پیرس کلائمیٹ ڈیل میں یہ طے پایا تھا کہ زمین کے درجۂ حرارت میں کم از کم دو ڈگری سینٹی گریڈ کی کمی لانا ضروری ہوگیا ہے۔اس کے چار ہی سال بعد ماحولیاتی ایمرجنسی کی صورت میں اب درجۂ حرارت 1.5 ڈگری کی حد تک کم کرنے کی باتیں شروع ہوچکی ہیں۔زمین کے درجہ حرارت میں ۲۰۱۸ء کے مقابلے میں ایک ڈگری کا اضافہ ہوچکا ہے۔
ماحولیاتی سائنسدانوں کا خیال ہے کہ نصف ڈگری کی زیادتی بھی اب زمین کے ماحول کے لیے خطرناک ہوگی اور اس وجہ سے زمین پر ناقابل تلافی تبدیلیاں رونما ہونے کا قوی امکان ہے۔سائنسدانوں کے مطابق کہنے کو یہ نصف ڈگری ہے لیکن اس کے منفی اثرات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کا حساب لگانا تقریباً ناممکن ہوسکتا ہے۔
فرانس سے تعلق رکھنے والی ماحول دوست کورین لے کوئر کا کہنا ہے کہ وہ گزشتہ تیس برسوں سے ماحولیاتی معاملات سے جڑی ہیں لیکن انتیس برس اُن کے کام کو اہمیت نہیں دی گئی لیکن ۲۰۱۹ء میں وہ اور اُن کے ساتھی اطمینان پانے میں کامیاب رہے کہ ان کی برسوں کی محنت لاحاصل نہیں رہی اور اب اُن کی کاوشوں کو مختلف حکومتوں نے اہمیت دینا شروع کر دیا ہے۔اقوام متحدہ نے ۲۰۳۰ء تک کاربن کے اخراج میں 7.6 فیصد کی لازمی کمی کو اہم قرار دیا ہے اور ایسا کرنے سے امکان ہے کہ زمین کے درجہ حرارت میں 1.5 فیصد کی کمی ہو جائے گی۔ختم ہونے والے سال میں اقوام متحدہ کی انٹرنیشنل کلائمیٹ کانفرنس میں بڑے فیصلے تو نہیں ہوسکے لیکن ترقی یافتہ اور غریب ممالک میں ماحول کو بہتر بنانے کے معاملے پر کمپرومائز ضرور ہوا ہے۔

مظاہرین کے خلاف یوگی حکومت کی کارروائی غیر قانونی

نازی دور کا آغاز عنقریب: جسٹس کاٹجو

شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ملک بھر میں بڑے پیمانے پر احتجاج چل رہے ہیں اور کئی مقامات پر مظاہروں کے دوران تشدد بھی پھوٹ پڑا۔دریں اثنا، اتر پردیش کی یوگی حکومت نے مظاہرین کی املاک کو سیل کرنے اور جرمانہ وصول کرنے کا حکم دیا ہے۔انتظامیہ اس کے لیے اب تک کروڑوں روپے کے نوٹس بھیج چکی ہے۔
سرکاری اطلاعات کے مطابق مراد آباد میں 200 اور میرٹھ میں 48 لوگوں کو نوٹس بھیجا گیا ہے۔لکھنؤ میں 110، رام پور میں 79 مظفر نگر میں 73 کانپور میں 50 سنبل میں 26 بلند شہر میں 19 فیروز آباد میں 29 گورکھپور میں 34 اور مؤ میں 8 لوگوں کو نوٹس بھیجا گیا ہے۔
سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس مارکینڈے کاٹجو نے یوپی حکومت کے اس اقدام پر سوال اٹھائے ہیں اور یوگی حکومت کی اس کارروائی کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ تعزیرات ہند (آئی پی سی) اس کی اجازت نہیں دیتی۔جسٹس کاٹجو نے اپنی فیس بک پوسٹ میں لکھا، ''آئی پی سی کی دفعہ ۱۴۷/ کے تحت جو بھی شخص فساد بھڑکانے کا قصوروار ہوگا اسے جیل بھیجا جائے گا۔قید میں دو سال تک کی توسیع کی جاسکتی ہے۔اس دفعہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجرم کو جرمانہ یا قید یا پھر دونوں کی سزا دی جائے۔آئی پی سی میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ ملزم کی جائیداد کو بغیر کسی مقدمہ یا سماعت کے ضبط کرلیا جائے۔انہوں نے مزید کہا، ''میں کسی ایسے شخص کی حمایت نہیں کر رہا ہوں جو تشدد بھڑکانے میں ملوث ہے اور جس نے سی اے اے مخالف مظاہروں کے دوران یوپی میں عوامی املاک کو نقصان پہنچایا ہے۔لیکن میری نظر میں، یوپی حکومت کی کارروائی مکمل طور پر غیر قانونی ہے۔جائیداد کو نقصان پہنچانے والے مبینہ فسادیوں پر بغیر کسی مقدمہ کے بغیر جرمانہ کی وصولی نہیں کی جاسکتی۔مظفر نگر میں انتظامیہ نے مبینہ شرپسندوں سے منسلک ۵۰/دکانوں کو سیل کر دیا ہے، ایسا کرنا پوری طرح غیر قانونی ہے کیوں کہ عدالت کے معاملہ کی سماعت کئے بغیر ہی یہ حکم جاری کیا گیا ہے۔جسٹس کاٹجو نے کہا، ایسا لگتا ہے کہ یوپی حکومت خود ہی قانون بنا رہی ہے اور یہ مارچ ۱۹۳۳/ کے ریچ اسٹیگ (جرمن پارلیمنٹ) کے ذریعہ منظور کیے جانے والے ایک آرڈیننس کی یاد دلاتا ہے، جس نے ہٹلر حکومت کو پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر ہی قانون سازی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔انہوں نے کہا کہ اگر یہ غیر قانونی عمل ہندوستان میں بھی شروع ہوگیا اور ہندوستانی عدلیہ اس کو نہیں روکے گی تو جلد ہی اس ملک میں نازی دور کا آغاز ہوجائے گا۔
انہوں نے مزید کہا کہ حالیہ پیشرفت یو محسوس ہوتا ہے کہ سپریم کورٹ نے اسی طرح آنکھ بند کرلی ہیں جس طرح مہابھارت کے بھیشم نے اس وقت کی تھیں جب دروپدی کا چیر ہرن (بے حرمتی) کیا گیا تھا۔

نریندر مودی سی اے اے پر ملک کو گمراہ کر رہے ہیں: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں سی اے اے اور این آر سی کے تعلق سے وزیر اعظم نریندر مودی کے حالیہ بیان پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی نے کل ہی رام لیلا میدان دہلی میں منعقد ایک ریلی میں یہ اعلان کیا کہ بی جے پی حکومت نے این آر سی پر کبھی کوئی گفتگو نہیں کی ہے نہ تو کبھی کیبینٹ کی میٹنگ میں اور نہ کبھی پارلیامنٹ میں، صرف آسام میں سپریم کورٹ کے آرڈر کی وجہ سے این آر سی کرانی پڑی، ان کا پورے ملک میں این آر سی کرانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، جب کہ وزیر داخلہ امت شاہ نے پارلیامنٹ کے اندر اور باہر کہا ہے کہ پورے ملک میں این آر سی ہوگا۔سی اے اے اور این آر سی کے خلاف ملک گیر احتجاج اور عالمی سطح پر حکومت کی ہو رہی بدنامی کی وجہ سے اب وزیر اعظم ایسی بات کہہ رہے ہیں، اسی کا ثبوت رام لیلا میدان میں وزیر اعظم کا دیا ہوا بیان ہے اور اسی کی ایک کڑی انگریزی اخباروں میں سی اے اے اور این آر سی کے تعلق سے حکومت کی طرف سے شائع کردہ سوال و جواب کی فہرست اور اشتہار ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سی اے اے اور این آر سی الگ الگ ہیں، این آر سی صرف آسام میں سپریم کورٹ کے آرڈر اور آسام اکورڈ کے مینڈیٹ کی وجہ سے کرایا گیا تھا، پورے ملک میں ابھی این آر سی کا کوئی خاکہ تیار نہیں ہوا ہے۔سی اے اے اور این آر سی کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہے، این آر سی ہندوستان کے ہر شہری کے لیے ہے، یہ شہریت کا رجسٹر ہے، جس میں سبھی شہریوں کے ناموں کا اندراج کیا جائے گا۔این آر سی مذہبی بنیاد پر نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کو مذہبی بنیاد پر این آر سی سے نکالا جائے گا۔این آر سی کے دوران پرانے دستاویزات نہیں طلب کیے جائیں گے بلکہ یہ ووٹر لسٹ میں شمولیت کے لیے اور آدھار کارڈ بنوانے کے لیے جن کاغذات کی ضرورت پڑتی ہے انہیں کی بنیاد پر سٹیزن شپ رجسٹر میں ان کا نام درج ہو جائے گا۔شہریت کے ثابت کرنے کا جو طریقہ کار سٹیزن شپ ایکٹ ۱۹۵۵ء اور سٹیزن شپ رولز ۲۰۰۹ء میں درج ہیں، انہیں کی بنیاد پر شہریت کا فیصلہ کیا جائے گا جو پانچ قسموں کے ہیں (۱) پیدائش کی بنیاد پر شہریت (۲) نسل کی بنیاد پر شہریت (۳) رجسٹریشن کے ذریعہ شہریت (۴) اہلیت کی بنیاد پر شہریت (غیر ملکیوں کو متعینہ شرائط پورے کرنے پر شہریت دینا) (۵) شرکت کی بنیاد پر شہریت (اگر کوئی علاقہ ہندوستانی حکومت کے دائرہ اختیار میں آجائے تو اس کے شہریوں کو ہندوستانی شہریت اس بنیاد پر دی جائے گی) این آر سی میں نام شامل کرنے کے لیے وہ دستاویزات کافی ہیں جس میں تاریخ پیدائش، مقام پیدائش درج ہو اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا دستاویز نہ ہو تو اس کو اپنے والدین کے ایسے دستاویزات جمع کرنے ہوں گے جن میں ان کی تاریخ پیدائش اور مقام پیدائش درج ہو، وہ کون کون سے دستاویزات ہوں گے یہ ابھی متعین نہیں ہے تاہم امید ہے کہ وہ پاسپورٹس، ووٹر آئی کارڈ، آدھار کارڈ، لائسنس، انشورنس پیپر، برتھ سرٹیفکٹ، اسکول لونگ سرٹیفکٹ، زمین، مکان وغیرہ سے متعلق دستاویزات یا اسی طرح کے حکومت سے جاری کردہ دستاویزات ہوں گے۔کسی کو ۱۹۷۱ء سے پہلے کے دستاویزات پیش نہیں کرنے ہوں گے۔

امیر شریعت نے مزید کہا کہ مودی کے بیان کے علاوہ اوپر لکھی تمام باتیں حکومت کے اشتہار کے ذریعہ واضح کی گئی ہیں، اس سلسلہ میں میری بات صاف ہے کہ نریندر مودی نے رام لیلا میدان میں اپنے بیان میں جھوٹ بولا ہے اور اس اخباری اشتہار کے ذریعہ بھی لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔کیوں کہ ہوم منسٹر امت شاہ بار بار اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ این آر سی پورے ملک میں لاگو کریں گے اور ایک ایک گھس پیٹھئے کو ملک سے باہر کریں گے۔ پارلیامنٹ میں بھی وہ کہہ چکے ہیں، اپنے انٹرویو میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ووٹر آئی کارڈ، آدھار کارڈ، لینڈ ڈیڈ اور پین کارڈ شہریت کا ثبوت نہیں ہے۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کے وزیر اعظم ایک بار پھر اپنے جھوٹ سے لوگوں کو جھانسہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حضرت امیر شریعت نے کہا کہ میں صاف طور پر یہ کہتا ہوں کہ حکومت کے جھانسے میں نہ آئیں اور سی اے اے اور این آر سی کے تعلق سے جو تحریک چل رہی ہے اس کو پوری قوت کے ساتھ جاری رکھیں، جو پارٹیاں، ادارے اور تنظیمیں احتجاج اور مظاہرہ کر رہی ہیں ان کا بھرپور تعاون دیں اور ان کی تحریک کو مضبوط کریں اور یہ لڑائی اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ یہ حکومت اس غیر آئینی اور غیر دستوری قانون کو واپس لینے پر مجبور نہ ہو جائے اور ملک کے باشندوں کو پریشان کرنے کی پالیسی بدل نہ جائے، یہ اقدام مسلمانوں کے بعد ایس سی ایس ٹی، سکھ بھائیوں، عیسائی بھائیوں کے لیے بھی بی جے پی کی پالیسی میں شامل ہے۔

CAA اور NRC کے خلاف مونگیر میں بڑا احتجاجی جلسہ

سی اے اے (CAA) اور این آر سی (NRC) کے خلاف پورے دیش کے ساتھ ساتھ مونگیر بھی پوری طرح گرم ہو چکا ہے؛ 19 دسمبر کو جہاں مختلف تنظیموں کی طرف سے بلائے گئے دھرنا اور احتجاج میں تمام مذاہب کے لوگوں نے حصہ لیا اور سرکار سے قانون واپس لینے اور NRC رد کرنے کی اپیل کی، وہیں شجاعلپور مونگیر میں ایک بڑا احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔اس موقعہ پر پروفیسر شبیر حسن صاحب ڈی جے کالج مونگیر، پرمود یادو ضلع صدر اجد، شہاب ملک لیڈر راجد، مولانا الحاج محمد عارف رحمانی، مولانا مفتی محمد اعجاز رحمانی، مولانا مشیر الدین رحمانی اور مولانا رضاء الرحمٰن رحمانی کی تقریریں ہوئیں اور لوگوں کو ترمیمی ایکٹ اور NRC کے خطرناک اثرات کے سلسلے میں بتایا گیا مفتی اعجاز رحمانی نے کہا کہ آپ کو آزادی کی ایک جنگ اور لڑنی ہے، یہ فاشسٹ حکومت ہندوستانیوں کو غلام بنانا چاہتی ہے، اس کا ارادہ بالکل صاف سامنے آچکا ہے، پروفیسر شبیر حسن نے کہا کہ باہر سے آنے والوں کا اس ملک میں ہمیشہ استقبال ہوا، لیکن یہ تنگ نظر حکومت اس نام پر اپنا ووٹ بینک تیار کر رہی ہے، مظلوم صرف پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش ہی میں نہیں نیپال، سری لنکا، برما، تبت اور چائنہ میں بھی ہیں مگر سرکار کی نیت صاف نہیں ہے، اس لیے وہ ان لوگوں کو روک رہی ہے، خاص کر ایک کمیونٹی کے لوگوں کو شہریت سے محروم کرنے کا سرکاری عزم ہے۔ پرمود یادو نے کہا کہ سرکار دستور مخالف کام کر رہی ہے، وہ دستور ہند کو ختم کر کے منو قانون لا کر ہندو راشٹر بنانا چاہتی ہے، یہ کسی قیمت پر ہونے نہیں دیا جائیگا، ہم تمام مذہب کے لوگ اس کو روکنے کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے، راجد لیڈر شاب ملک نے کہا کہ پورا ہندوستان جاگ اٹھا ہے، سرکار کی ہندو مسلم لڑانے والی پالیسی کو عوام جان چکی ہے، عوام متحد ہو کر اس کے ناپاک منصوبہ کو خاک میں ملا دے گی۔ مولانا رضاء الرحمٰن صاحب رحمانی نے کہا کہ اٹھو ورنہ حشر بپا ہوگا، دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا اس لئے کہ بیداروں کی دنیا لٹتی نہیں ہے، ضرورت ہے ایک شمع لے کر جاگتے رہنے کی۔ الحاج مولانا محمد عارف رحمانی نے کہا کہ احتجاج مظاہرہ جو بھی ہو اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کریں، اسلئے کہ جمہوریت میں سروں کو گنا جاتا ہے، آپ جتنی تعداد میں شریک ہوں گے۔ سرکار کا اتنا ہی دل دھڑکے گا۔ مولانا مشیر الدین رحمانی نے مضبوط عزم کے ساتھ لوگوں سے گھر جانے کا وعدہ لیا۔ مفتی برکت اللہ قاسمی امام جامع مسجد شجاعلپور نے اس بڑے احتجاجی جلسہ کو نوجوانوں کی مدد سے آرگنائز کیا تھا، جس میں بڑی تعداد میں مختلف مذاہب کے مردوں اور عورتوں نے شرکت کی۔

انجینئر جناب محمد شیث صاحب کا انتقال؛ دفتر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

بہار کے مشہور داعی و مبلغ انجینئر جناب محمد شیث صاحب پھلواری شریف کے سانحہ ارتحال پر دفتر امارت شرعیہ میں قائم مقام ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدی صاحب قاسمی کی صدارت میں ایک تعزیتی نشست مورخہ 24 دسمبر 2019 کو منعقد ہوئی جس میں ذمہ داران و کارکنان امارت شرعیہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی اس تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ جناب انجینئر صاحب ایک لانبے عرصہ سے دعوت و تبلیغ سے وابستہ رہے، 1964 ہی میں آپ نے اس میدان میں قدم رکھا اور زندگی بھر اس کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، باوجودیکہ ان کی عمر 89 سال تھی، ان کے حرکت و عمل سے کہیں بھی ضعف نقاہت ظاہر نہیں ہو رہی تھی، البتہ ادھر چند ماہ سے صاحب فراش تھے۔اسی درمیان رب کائنات کا پیغام آگیا اور مالک حقیقی سے جا ملے، مولانا سہیل احمد صاحب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مرحوم بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے انسان تھے، جسمانی امراض کی بھی تشخیص فرماتے اور دوائیوں کی نشاندہی کرتے، خاص کر شوگر کے مریضوں کے لیے کچھ مخصوص دواؤں کی نشاندہی کیا کرتے تھے جس سے مریض شفایاب بھی ہو جاتے، کار دعوت میں ان کا حلقۂ اثر بہت وسیع تھا، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ انجینئر صاحب سے میری چند ملاقاتیں رہی ہیں، وہ بڑے ہی خوش اخلاق، ملنسار اور وضع دار انسان تھے، قدرت نے ان کے ذریعہ دعوت و تبلیغ کا بڑا کام لیا، یقیناً ان کی یہ نیکیاں ذخیرۂ آخرت ثابت ہوں گی، واضح ہو کہ جناب انجینئر صاحب 24 دسمبر کی صبح ساڑھے چار بجے رحلت فرما گئے، ان کی نماز جنازہ حج بھون میں بعد نماز ظہر ادا کی گئی اور سمن پورہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، مرحوم کے لیے امارت شرعیہ کے تمام اصحاب نے اجتماعی طور پر دعاء مغفرت کی اور اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا، اس سے قبل مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب قاسمی اور مولوی محمد ممتاز صاحب انجینئر صاحب کی رہائش گاہ پر گئے اور مرحوم کے لیے دعاء مغفرت کی اور پسماندگان سے صبر جمیل کی تلقین کی، جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے بھی اس سانحہ پر دلی صدمہ کا اظہار کیا اور اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ انجینیر صاحب دین کے سچے داعی تھے، اللہ نے ان سے دعوت و تبلیغ کا بڑا کام لیا اللہ ان کے حسنات کو قبول فرمائے۔ اس تعزیتی نشست میں مولانا احمد حسین صاحب قاسمی، مفتی سعید الرحمٰن صاحب قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی صاحب، مولانا منت اللہ حیدری، مولانا ارشد رحمانی، مولانا قمر انیس صاحب قاسمی، مولانا سہیل اختر صاحب قاسمی، مولانا مطیع الرحمٰن سمشی صاحب، مفتی مجیب الرحمٰن صاحب بھاگلپوری، مولانا مجیب الرحمٰن دربھنگوی، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا صابر حسین صاحب، مولانا محمد احمد سجادی، مولانا ضیاء الاسلام صاحب قاسمی، مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا اسعد اللہ قاسمی، مولانا امام الدین صاحب، مولانا عبد اللہ جاوید، مولانا مرغوب احسن ندوی، مولانا ابوداؤد قاسمی، سید مظہر حسین صاحب وغیرہم شریک تھے۔

سی اے اے ملک کے بنیادی دفعات اور بین الاقوامی قانون کے خلاف: مولانا محمد شبلی القاسمی

زیادہ سے زیادہ رٹ پٹیشن دائر کی جائے ، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی اپیل

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ مرکزی حکومت کے ظالمانہ، متعصّبانہ اور غیر آئینی قانون سی اے اے کے خلاف جدو جہد دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہے۔ سڑکوں سے لے کر عدالت تک یہ لڑائی جاری ہے۔مختلف اداروں اور تنظیموں کی طرف سے سپریم کورٹ میں اس قانون کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے علاوہ سیاسی و سماجی مبصرین، ماہرین قانون اور اصحاب فکر و نظر کی رائے ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس قانون کے خلاف سپریم کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کرنا چاہئے۔ کیوں کہ یہ قانون نہ صرف ملک کے دستور اور آئین اور اس کے بنیادی دفعات کے خلاف ہے، بلکہ بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کی کئی ہدایات کے بھی خلاف ہے۔اس کی زد میں صرف مسلمان ہی نہیں آئیں گے، بلکہ اس کی زد میں ملک کے غریب، پسماندہ طبقات کے لوگ، دلت، آدیباسی، بنجارہ برادری اور ایس سی ایس ٹی کے مفادات بھی آئیں گے۔اس قانون سے نہ صرف اجتماعی مفادات پر ضرب پڑتی ہے، بلکہ انفرادی حقوق بھی سلب ہوتے ہیں، اس لیے اس قانون کے خلاف انفرادی طور پر بھی سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔

مولانا موصوف نے تمام ملی جماعتوں اور سماجی تنظیموں سے درخواست کی ہے کہ وہ اس قانون کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کریں۔ انفرادی طور پر بھی مقدمہ دائر کیا جائے۔کم از کم ہر بلاک یا ہر ضلع سے ایک رٹ پٹیشن تو دائر ہونا ہی چاہئے۔

جمہوریت اور آزادی کے لیے دنیا بھر میں ہونے والے احتجاج

اس وقت ہندوستان میں سی اے اے (سٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ 2019)، این آر سی (نیشنل رجسٹر آف سٹیزن) اور این پی آر (نیشنل پاپولیشن رجسٹر) کو لے کر ملک گیر سطح پر احتجاج اور مظاہرے ہو رہے ہیں۔ مظاہرین کے مطابق حکومت کا یہ اقدام جمہوریت اور ہندوستانی آئین و دستور کے خلاف ہے، اور یہ ملک کو تقسیم کرسکتا ہے۔ اسی لیے آئین اور جمہوریت کی حفاظت کے لیے وہ سڑکوں پر اترے ہیں، لیکن ہندوستان واحد ملک نہیں ہے جہاں جمہوریت اور دستور کے تحفظ کے لیے مظاہرے ہو رہے ہیں، آیئے جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا کے اور کن ممالک میں حکومت کے خلاف مظاہرے کیے جا رہے ہیں۔

ہیٹی: ہمارے ساتھ انسانوں جیسا سلوک نہیں کیا جاتا: ہیٹی میں گزشتہ کئی مہینوں سے احتجاج کے دوران مظاہرین صدر جوونیل موئیز سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہیٹی کی حکومت کو بدعنوانی کے متعدد الزامات کا سامنا ہے۔ عام شہریوں کو ہسپتالوں اور تعلیم و تربیت تک رسائی نہ ہونے کے ساتھ ساتھ کم خوراکی جیسے مسائل کا بھی سامنا ہے۔ سیاسی اشرافیہ کے خلاف عوامی غصہ بڑھتا جا رہا ہے۔ ہیٹی براعظم افریقہ کا غریب ترین ملک ہے۔

چلی: ناانصافی کے خلاف مزید برداشت نہیں: اکتوبر کے آخر سے چلی میں مظاہرے جاری ہیں۔ مظاہرین اصلاحات اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ ان مظاہروں کے دوران اکثر ہلاکتوں اور انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔

عراق: آخری دم تک ساتھ دینے کا وعدہ: عراق میں اکتوبر سے بدعنوانی اور ایران نواز حکومت کے خلاف جاری مظاہروں میں عمر رسیدہ خواتین بھی شریک ہیں۔ اب تک ان مظاہروں میں ساڑھے چار سو سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں۔ وزیراعظم عبدل عادل مہدی کا استعفی بھی اس احتجاج کی شدت کو کم نہیں کرسکا۔ مظاہرین سیاسی نظام میں بڑے پیمانے پر اصلاحات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ایران: اقتصادی صورتحال انتہائی خراب: نومبر میں دو ہفتوں تک جاری رہنے والے مظاہروں کے دوران ایران میں کم از کم پندرہ سو افراد کے ہلاک ہونے کی خبریں گردش کر رہی ہیں۔ احتجاج میں شریک یہ شخص اپنی شناخت مخفی رکھتے ہوئے گولیوں کے خول ہاتھ میں لیے ہوئے ہے۔ یہ مظاہرے پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف شروع ہوئے تھے۔

ہانگ کانگ: حکومت ہمارے مطالبے تسلیم کرے: ہانگ کانگ میں چینی حکومت کے خلاف ملک گیر احتجاج جاری ہے جس کی وجہ سے چین کا خصوصی انتظامی علاقہ ہانگ کانگ آج کل شدید ترین سیاسی بحران کا شکار ہے۔ چین کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے خلاف یہ مظاہرے جون سے جاری ہیں۔

فرانس: صرف امیروں کا تحفظ: یہاں فرانسیسی صدر ایمانوئل ماکروں کی تجویز کردہ اصلاحات کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اس احتجاج اور ہڑتال کی وجہ سے ٹرینوں اور میٹرو کی آمد و رفت خاص طور پر متاثر ہوئی ہے۔ ابھی تک اس بحران کا کوئی حل دکھائی نہیں دے رہا۔ گزشتہ برس موسم سرما میں بھی "زرد جیکٹ" نامی احتجاج کے دوران ماکروں کے اصلاحاتی ایجنڈے پر شدید تنقید کی جا چکی ہے۔

بولیویا: حکومت ہمارے وطن کو فروخت کر رہی ہے: ریویراز مپانو نے مستعفی ہونے والے ملکی صدر ایوو مورالیس کے دیگر حامیوں کے ساتھ مل کر سڑک کی ناکہ بندی کی تھی۔ مورالیس کے خلاف اختیارات کے ناجائز استعمال اور دہشت گردی کے الزامات عائد کیے جانے کے خلاف کئی ہفتوں تک مظاہرے کیے گئے تھے۔ تاہم ان مظاہرین کے برعکس زمپانو کا موقف ہے کہ بولیویا کی عبوری حکومت ملک کے لیے نقصان دہ ہے۔ (بقیہ صفحہ ۷/ پر)

نوجوانوں سے خطاب

اے لشکر ملت کے وفادار جوانوں!
اے عظمت ملت کے طلب گار جوانوں!

ہے ملت حق جن کے تشدد کا نشانہ
اب ان کی تباہی کا بھی آیا ہے زمانہ
بڑھتی ہوئی ملت کی صدا دیکھ رہا ہوں
گلشن میں عجب شان خدا دیکھ رہا ہوں

صیادوں کے آپس میں عجب لوٹ پڑی ہے
نفرت کی خود آپس میں وبا پھوٹ رہی ہے
میں آہ میں اب اپنی اثر دیکھ رہا ہوں
جلتا ہوا صیاد کا گھر دیکھ رہا ہوں

اس قہر سے باطل کا نکلنا نہیں آساں
قانون کا فطرت کے بدلنا نہیں آساں
ظالم کی زمانہ میں سیاست نہیں چلتی
فطرت کا اشارہ ہے کہ شامت نہیں ٹلتی

فرعون کے، نمرود کے، ہامان کے ہمسر!
انسان کے قاتل جو ہیں شیطان کے ہمسر
صیاد سے کہہ دو کہ سمجھ وقت کی رفتار
ہشیار ستمگار ہو ہشیار ستمگار!!

بدلی ہوئی مشرق کی فضا دیکھ رہا ہوں
ظالم کی زمانے میں قضا دیکھ رہا ہوں
سوئے ہوئے شیروں کو جگانا ہے وطن میں
کمزوروں کو حق ان کا دلانا ہے وطن میں

ظالم سے یہ کہنا کہ نہیں ظلم سہیں گے
آزاد ہے فطرت میری آزاد رہیں گے
آزادئ جمہور سے دل شاد کریں گے
ملت کا چمن ہند میں آباد کریں

اے فلسفی تخئیل نہیں درس عمل ہے
وہ آج ہی کر لے جو کرنا تجھے کل ہے

☆☆☆

نتیجہ فکر: فلسفی عظیم آبادی (بحوالہ: نقیب ۲۹/دسمبر ۱۹۶۹ء)

بقیات

بقیہ کتابوں کی دنیا (غنچۂ ادب)

...... افسانے چار ہیں، جن میں ایک کا تذکرہ اے ایم اظہار الحق کے حوالہ سے آچکا ہے، تین اور افسانے ڈاکٹر شارقہ شفتین، کہکشاں توحید اور شفقت نوری کے علی الترتیب انتظار، دیوی اور انا کی خاطر ہیں، افسانے کے موضوعات انسانی نفسیات، توقعات اور امیدوں کے درمیان گھومتے ہیں، ان میں کہانی پن ہے، لیکن اختتامیہ میں چونکانے والی کوئی بات نہیں ہے، ماحول سازی اس طرح کی گئی ہے کہ مخالف ماحول دب سا گیا ہے اور کشمکش حیات سے جو تحیر اور سسپنس پیدا ہوتا ہے، اس کی کمی محسوس ہوتی ہے، اس لیے قاری اختتام پر چونکتا نہیں ہے، اسے لگتا ہے کہ جو کچھ کردار سے مکالمہ ہو رہا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا۔

شعری حصہ میں ابوالوفا نجمی کی حمد، نعت شریف، ثانیہ فرحت جمال کی نظم میری ماں اور مولانا طاہر حسین طاہر کی "مکمل انقلاب" غزلوں میں اظہر احمدی کی دو غزلیں اور شفیع اللہ شمسی اور بشر رحیمی کی ایک ایک غزل شامل اشاعت ہے، اندازہ ہوا کہ ویشالی میں شعراء کی بھی کمی ہے یا ان سے روابط کی کمی ہے کہ دوسرا شاعر اور اس کی تخلیق نہیں مل سکی، حالاں کہ ضلع کے شعراء ادباء کے "انصار" کی جو فہرست "اہل بیت اطہار" مولانا ابوالخیر جبریل اور مولانا مظاہر عالم قمر کو نظر انداز کر کے شائع کی گئی ہے اس میں سے بھی کئی کی تخلیق اس شمارہ میں شائع ہوسکتی تھی۔

اس رسالہ کا سب سے بدترین پہلو یہ ہے کہ اس میں برادرانہ اور مسلکانہ تعصب کو پوری جگہ دی گئی ہے، انصار کو آگے بڑھانے کے تعصب میں اہل بیت اطہار کے شعراء، ادباء اور خدمت گار کو بری طرح نظر انداز کر دیا گیا ہے، کئی زندہ صاحب مجموعہ کلام کو اس تعصب کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے، اردو کی زمانہ دراز سے خدمت کرنے والے گاؤں کا دور دور تک پتہ نہیں ہے، اس صورت حال کو دیکھنے کے بعد مجموعہ کے مرتب اور مشیر کاروں کے مبلغ علم کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ویشالی میں اردو زبان و ادب کے فروغ کے بارے میں کتنا کچھ جانتے ہیں۔

یہ ملاحظات اس لئے قلم بند کئے گئے ہیں تا کہ محترم جناب محمد خورشید عالم صاحب کو معلوم ہو سکے کہ انہوں نے اس رسالہ کے مشمولات میں کہاں کہاں غلطی کی ہے اور جن پر بھروسہ کیا ہے انہوں نے کہاں کہاں دھوکہ دیا ہے، صحافت کسی کی گود میں جا کر بیٹھ جانے کا نام نہیں ہے، اس کے لئے ذہنی وسعت، فکری بلندی، مضامین کے انتخاب اور ترتیب کے سلیقہ کی ضرورت ہے، یہ سلیقہ ہر کس و ناکس کے بس میں نہیں ہے۔

طباعت ارم پبلیشنگ ہاؤس دریاپور پٹنہ کی ہے، اس لئے اچھی ہے، صرف اخباری تراشے صاف نہیں چھپ پائے ہیں، قصور ارم کا نہیں اخباری کاغذ و روشنائی کی خستہ حالی کا بھی ہوسکتا ہے، پروف کی غلطیاں بھی بہت ہیں، یقیناً عیوب سے پاک صرف اللہ کی ذات ہے، لیکن تنقید میں صرف پھول ہی نہیں چنے جاتے جن سے مشام جاں معطر ہوں، ان کانٹوں کا بھی ذکر کرنا ہوتا ہے جو چلتے چلتے دامن تھام لیتے ہیں۔

بقیہ: شیر شاہ سوری نے ہندوستان کو نیا ماڈل دیا

.... ایک روایت کے مطابق ٹوڈرمل نے اس قلعے کی تعمیر شروع ہونے والے دن مزدوروں کو فی سلیب یعنی پتھر ایک سرخ اشرفی بہ طور معاوضہ دینے کا اعلان کیا تھا۔ گو قلعہ کی تعمیر پر اٹھنے والے اخراجات کا درست اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تاہم ایک روایت کے مطابق اس پر ۳۴/ لاکھ ۲۵/ ہزار روپے خرچ ہوئے۔ واقعات جہانگیری کے مطابق یہ اخراجات ایک پتھر پر کندہ کئے گئے تھے جو ایک زمانے میں قلعے کی کسی دروازے پر نصب تھا۔ قلعے کی تعمیر میں تین لاکھ مزدوروں نے بہ یک وقت حصہ لیا اور یہ ۴/ سال ۷/ ماہ اور ۲۱/ دن میں مکمل ہوا۔ یہ چار سوا یکٹر پر محیط ہے۔ قلعے کی فصیل کو ان چٹانوں کی مدد سے ترتیب و تشکیل دینے کی کوشش کی گئی جن پر یہ تعمیر کیا گیا۔ قلعہ اندرونی طور پر دو حصوں میں منقسم تھا جس کیلئے ۱۷۵۰/ فٹ طویل ایک دیوار تعمیر کی گئی جو قلعے کے دفاعی حصے کو عام حصے سے جدا کرتی تھی۔ یہ ان قدیم روایتوں کا تسلسل تھا جن کے تحت فوجوں کی رہائش شہروں سے علیحدہ رکھی جاتی تھی۔ قلعے کے جنگی حصے کی وسعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ عہد شیر شاہ میں توپخانے کے علاوہ ۴۰/ ہزار پیدل اور ۳۰/ ہزار سوار فوج مع ساز و سامان یہاں قیام کرتی تھی۔ قلعے میں ۸۶/ بڑے بڑے برج یا ٹاور تعمیر کئے گئے۔ اور پانی کی فراہمی میں خود کفالت کیلئے تین باولیاں بنوائیں۔

شیر شاہ سوری کے یادگار کارنامے:

ڈاک کا نظام: سب سے پہلے ڈاک خانہ کا انتظام بھی شیر شاہ سوری نے شروع کیا تھا اور وقت پر لوگوں کو ڈاک پہنچے اور حکومت کے انتظامات میں تیزی آئے، اس کیلئے جگہ جگہ راستوں پر ڈاک کیلئے مخصوص چھاونیاں قائم کیں، جہاں ڈاک کے ذمہ داران کیلئے تازہ دم گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ آج ڈاک خانہ اسی بنائی ہوئی بنیاد پر کام کر رہا ہے۔

عظیم شاہ راہ (جی ٹی روڈ) کی تعمیر: یہ سڑک افغانستان کے شہر کابل سے شروع ہوتی ہے اور پاکستان میں پشاور، لاہور سے ہوتی ہوئی دہلی جبکہ دہلی سے الہ آباد، بنارس، مرشد آباد سے ہوتے ہوئی کلکتہ اور پھر ڈھاکہ (بنگلہ دیش) جاتی ہے۔

محصول کا نظام: شیر شاہ نے زراعت کے میدان میں بھی کافی اصلاحات کیں۔ ملک بھر میں کسانوں کی زمین کی پیائش کیلئے ایک پیمانہ مقرر کیا اور اسی پیائش کی مناسبت سے فصلوں پر ٹیکس کی شرح عائد کی۔ اگر کسی سال فصل اچھی نہ ہوتی یا کسانوں کو نقصان ہوتا تو ٹیکس معاف کر دیا جاتا اور سرکاری خزانے سے کسانوں کو معاوضہ دیا جاتا۔ آج بھی اسی بنیاد پر حکومت معاوضہ دیتی ہے۔ مسافروں کی حفاظت کیلئے پولیس چوکی کا نظام بنایا اور بہتر انتظامیہ کے پیش نظر ریاست کو مختلف صوبوں، اضلاع، اور پرگنوں میں تقسیم کی اور ہر حصہ پر دیانتدار عاملوں کا تقرر کیا جس کی نظیر آج تک میسر نہیں۔ وہ عظیم سپہ سالار اور دنیا کو نئی انتظامی راہ دکھانے والے کی خوش قسمتی تھی کہ وہ سرگرم عمل میں ہی ۲۲/ مئی ۱۵۴۵ء کو اس دنیا سے گیا اللہ تعالیٰ اسکے درجات بلند کرے آمین

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

شہریت ترمیمی قانون پر اسلامی تعاون تنظیم کا اظہار تشویش

اوآئی سی کے جنرل سکریٹریٹ نے ہندوستان میں مسلم اقلیت کو متاثر کرنے والی حالیہ پیش رفت کا قریب سے جائزہ لیا ہے اور شہریت کے حقوق اور بابری مسجد مقدمہ دونوں پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

ایودھیا میں بابری مسجد کی زمین کو رام مندر تعمیر کے لئے دیئے جانے کے سپریم کورٹ کے فیصلہ اور شہریت قانون میں ترمیم کیے جانے پر اسلامی تعاون تنظیم (اوآئی سی) نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ہندوستان کے اقلیتی مسلمانوں کے تئیں فکرمند ہیں اور وہاں کی حالیہ پیش رفت پر نظر بنائے ہوئے ہے۔اوآئی سی کی ویب سائٹ پر شائع ایک پریس بیان میں کہا گیا ہے کہ اوآئی سی کے جنرل سکریٹریٹ نے ہندوستان میں مسلم اقلیت کو متاثر کرنے والی حالیہ پیش رفت کا قریب سے جائزہ لیا ہے۔انہوں نے شہریت کے حقوق اور بابری مسجد مقدمہ دونوں سے متعلق حالیہ پیش رفت پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔'' علاوہ ازیں انہوں نے ہندوستان میں مسلم اقلیت کی حفاظت اور اسلامی مقدس مقامات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اپنے مطالبے کا اعادہ بھی کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ چونکہ ہندوستان اقوام متحدہ کا رکن ہے لہذا، اس پر یہ لازم ہے کہ اقلیتی مسلمانوں کے مقدس مقامات خاص طور پر مسجدوں کی حفاظت کرے۔جنرل سکریٹریٹ نے اقوام متحدہ کے چارٹر میں درج اصولوں اور ذمہ داریوں کو برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ بین الاقوامی عہد نامے اقلیتوں کے حقوق کی بلا امتیاز ضمانت دیتے ہیں۔اس سلسلے میں، ان اصولوں اور ذمہ داریوں کے برخلاف کوئی بھی اقدام مزید تناؤ کا باعث بن سکتا ہے اور اس سے پورے خطے میں امن وسلامتی پر شدید مضمرات پڑ سکتے ہیں

اساتذہ کرام دلسوزی اور فکرمندی کے ساتھ معیار تعلیم کو بلند کریں: حضرت امیر شریعت

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کی میٹنگ اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس عاملہ کی نشست سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے فرمایا کہ ملحقہ مدارس کے نظام تعلیم کو بلند کرنے کے لیے مدرسین کو متوجہ کیا جائے اور ان کے اندر جوش اور جذبہ کو بیدار کیا جائے جب تک ہمارے اساتذہ کرام دلسوزی اور فکرمندی کے ساتھ تعلیمی انحطاط کو دور کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اس کا معیار بلند نہیں ہوسکتا، انہوں نے فرمایا کہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء چاہے وہ درجہ حفظ کے ہوں یا عربی درجات کے ان کی خوشخطی اور تحریر کے دروبست کو ٹھیک کرنے پر خصوصی توجہ دیں، پہلے مدارس میں خوشخطی کی تربیت دی جاتی تھی جس کی وجہ سے بچوں کے حروف صاف ستھرے ہوا کرتے تھے اور ان کی صلاحیتیں بھی نکھر کر سامنے آتی تھیں لیکن اب دیکھا یہ جارہا ہے کہ ان کی صلاحیتیں بھی کمزور ہوتی ہیں اور املا بھی درست نہیں ہوتا انہوں نے اس سلسلہ میں وفاق کے ذمہ داروں کو ہدایت دی کہ وفاق سے ملحق مدارس کے اساتذہ اور ذمہ داروں کے پاس خط لکھیں اور جائزہ کے موقع پر بھی ان کی عملی پیش رفت کا خاص خیال رکھیں کہ انہوں نے اس پہلو پر کتنی توجہ دی ہے انہوں نے حفاظ کرام کے لیے پانچ چھ دنوں میں قرآن مکمل سنادینے کے بعد ہی دستار بندی اور انعام دینے کی تجویز رکھی، حضرت امیر شریعت نے ملحقہ مدارس کے جائزہ کے لئے مختلف مرحلوں میں ضلع وار بڑے مدارس کو زحمت دینے کی تجویز بھی رکھی تا کہ اس سے کام کا بوجھ بھی ہلکا ہو۔

وفاق المدارس الاسلامیہ کی مجلس عاملہ کی یہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں شروع ہوئی، جس میں ناظم وفاق مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے یک سالہ کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ وفاق سے ملحق مدارس کے جو طلبہ اپنے تعلیمی سلسلہ کو برقرار رکھنے کے لئے کالجز یا یونیورسیٹیوں میں داخلہ لینا چاہتے ہیں، ان کی اسناد کی منظوری کے لئے مختلف یونیورسیٹوں سے رابطہ کیا جارہا ہے، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد سے منظوری مل چکی ہے اور ہمدرد یونیورسٹی نے بھی تین مدرسوں کو منظوری دے دی ہے، جامعہ ملیہ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا مظہر الحق یونیورسیٹی میں درخواست دی گئی ہے جو کارروائی کے مرحلہ میں ہے۔

مولانا ابوطالب رحمانی صاحب نے کہا کہ مسلم بچیوں کے اندر دینی تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بڑھا ہے اور اس سلسلہ میں مدارس بھی قائم ہورہے ہیں، اگر ان کے لئے دو قسم کے نصاب مرتب کئے جائیں ایک پنج سالہ نصاب تعلیم اور دوسرا مختصر مدتی نصاب یعنی دو سالہ تو اس سے مسلم بچیوں کے اندر تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہوگا، مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ نے لڑکیوں کے ادارہ کو بھی وفاق سے ملحق کرنے کی تجویز رکھی، مولانا اختر امام عادل صاحب بانی وناظم جامعہ ربانی منوروا شریف نے نصاب تعلیم کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی بنانے کی تجویز رکھی اور اس سلسلہ میں پیش آنے والی دشواریوں پر نگاہ رکھنے پر بھی توجہ دلائی۔مولانا انوار اللہ فلک صاحب بانی ومہتمم ادارہ سبیل الشرعیہ آوا پور شاہ پور سیتامڑھی نے کوچنگ سنٹروں میں مسلم بچیوں کی ذہنی وفکری بے راہ روی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ذمہ دار اصحاب اس پہلو پر غور کریں کہ بہت سی لڑکیاں ارتداد کی راہ پر چلی جاتی ہیں، اگر ہم ان بچیوں کے لئے اسلامی ماحول میں کوچنگ سنٹر کے قیام پر توجہ دیں تو یہ دروازہ بند ہوسکتا ہے۔مفتی نذر توحید صاحب مظاہری شیخ الحدیث وناظم مدرسہ رشید العلوم چترا جھارکھنڈ نے کہا کہ لڑکیوں کے نصاب تعلیم میں منتخب ابواب ہوتے ہیں، اور بعض جگہوں پر صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کرلیا جاتا ہے اس لئے اس کے مثبت اور منفی ہر پہلو پر غور کیا جانا چاہیے، اس پہلو پر مختلف آراء کی روشنی میں یہ تجویز پاس ہوئی کہ لڑکیوں کے مدارس کو بھی وفاق سے ملحق کیا جائے البتہ اس کے نصاب میں یکسانیت پیدا کرنے اور طریقہ تعلیم وغیرہ کے جائزہ کے لئے مولانا اختر امام عادل صاحب، مولانا نذر توحید صاحب مظاہری اور مولانا نور الہدیٰ صاحب صدر مدرس مدرسہ امدادیہ دربھنگہ پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو لڑکیوں کے لیے قائم ملک کے دیگر مدارس کے نصاب تعلیم کی روشنی میں ہر جہت سے جائزہ لیکر اپنی رپورٹ دفتر وفاق کو فراہم کرائیں۔

بین المدارس اجتماع کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے ارکان عاملہ نے کہا کہ اس طرح کے اجتماعات منعقد کئے جائیں، اس سلسلہ میں جامعہ حسینہ کڈرو رانچی، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور سیتامڑھی میں اساتذہ کا سہ روزہ بین المدارس اجتماع رکھنے کی تجویز سامنے آئی اور طے کیا گیا کہ ان تینوں مقامات کے ذمہ دار اصحاب سے گفت وشنید کے بعد حتمی فیصلہ کیا جائے۔مجلس عاملہ نے یہ بھی طے کیا کہ وفاق سے ملحق مدارس کے لئے ۱۴۴۱ھ کے سالانہ امتحان کی تاریخ ۶/ شعبان سے ۱۲/شعبان تک مقرر کی جاتی ہے امتحان کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ جمادی الاول میں اس کی نشست رکھ کر اس کے لئے لائحہ عمل طے کرلیں۔ارکان نے فیصلہ کیا کہ چوں کہ ناظم امتحان قاضی محمد عمران صاحب مسلسل علیل چل رہے ہیں اس لیے امتحان کے نظام کو چست ودرست رکھنے کے لیے مولانا مفتی انوار احمد نائب صدر عارفیہ سنگرام مدھوبنی ناظم امتحان ہوں گے اور مولانا مفتی سعید الرحمان صاحب مفتی امارت شرعیہ ان کی معاونت کریں گے، یہ بھی طے کیا گیا کہ ضلعی سطح پر مدارس کے اساتذہ کرام کے اجتماعات ہوا کریں تا کہ ان کے اندر تحریک پیدا ہوسکے، اس سلسلہ میں قاضی انور صاحب قاضی شریعت رانچی کے قریبی پانچ اضلاع کی ذمہ داری قبول کی ہے، اور مولانا مفتی نذر توحید صاحب مظاہری نے دوسرے زون کے اضلاع میں اجتماع طلب کرنے کی یقین دہانی کرائی، طے کیا گیا کہ وفاق کو فعال اور متحرک بنانے کے لئے ہر جگہ کے مدارس کے ذمہ داروں کے زون وائز میٹنگ رکھے جائیں اور انہیں اپنے مدارس کے معیار تعلیم کو بڑھانے پر خصوصی توجہ دلائی جائے وفاق کے عمومی میٹنگ وانتخابی اجلاس کے لئے شمالی بہار کے کسی مرکزی مقام کو منتخب کرنے اور وہاں کے ذمہ داروں سے بات چیت کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔مجلس عاملہ کی کارروائی کا آغاز مولانا اسعد اللہ صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد مولانا مفتی سعید الرحمان صاحب قاسمی نے گذشتہ کارروائی پڑھ کر سنائی جس کی اجلاس نے توثیق کی بعد ازاں وفاق کی یک سالہ کارکردگی کی رپورٹ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ناظم وفاق نے پیش کی اور آنے والے مہمانوں کا استقبال کیا۔مجلس عاملہ میں حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ قاضی عبدالجلیل قاضی شریعت امارت شرعیہ، مفتی سہراب احمد ندوی، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب، مولانا عبدالباسط ندوی صاحب، قاضی انور حسین صاحب، مولانا سرفراز صاحب، مولانا اقبال صاحب دلکولہ، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا محمد اعجاز، مولانا نور الحق قاسمی، مولانا منظر قاسمی وغیرہ نے شرکت کی۔

مبلغین، امارت شرعیہ کا چہرہ اور اس کے ترجمان ہیں: حضرت امیر شریعت

آپ مبلغین، امارت شرعیہ کا چہرہ اور اس کے ترجمان ہیں، آپ ہی کے ذریعہ امارت شرعیہ کا پیغام شہروں اور دیہاتوں تک پہنچتا ہے، آپ کی صلاحیت اور آپ کی عملی جہت جتنی بلند ہوگی، امارت شرعیہ کے کاموں کو اتنی ہی قوت ومضبوطی حاصل ہوگی، میں آپ مبلغین کی بے حد قدر کرتا ہوں، آپ ہمت وحوصلہ اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دیں، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے مؤرخہ ۲۳/دسمبر کو امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر میں منعقد مبلغین ودعاۃ امارت شرعیہ کے دو روزہ اجلاس کی آخری نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، آپ نے اس موقع پر حضرات مبلغین کو دعوتی وتنظیمی کاموں سے متعلق کئی ضروری اور اہم ہدایات بھی دیئے، آپ نے فرمایا کہ سفر سے واپسی کے بعد آپ خصوصیت کے ساتھ اس بات پر غور وفکر کریں کہ امارت شرعیہ کے موقف کو لوگوں کے سامنے کس طرح مؤثر انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے، امارت شرعیہ سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کریں، جو سوالات ذہن میں آئیں اور علاقے میں آپ کے سامنے پیش ہوں ان کے سلسلہ میں تنظیم کے ذمہ داروں سے مشورہ کریں، ان سے صحیح جوابات اور رہنمائی حاصل کریں، اب امارت شرعیہ کے تنظیمی ڈھانچے میں نمایاں تبدیلی آئی ہے، نو اضلاع میں بلاک کی سطح پر صدر اور سکریٹری منتخب ہوچکے ہیں، جس بلاک کا سفر ہو اس کے صدر وسکریٹری اور نقباء ونائبین کے نمبرات اپنے ساتھ لے جائیں اور ان سے کام لیں، آپ نے فرمایا کہ ہر مبلغ کے پاس ایک چھوٹی ڈائری ہو جس میں سفر کے دوران جو اہم مسائل پیش آئیں وہ لکھے جائیں اور ضرورت ہو تو دفتر تنظیم کو سفر سے ہی بذریعہ موبائل یا واٹس ایپ مطلع کریں یا سفر سے واپسی کے بعد دفتر میں اس پر غور کرکے بروقت مناسب اقدام کریں، آج کی نشست میں قائم مقام ناظم جناب مولانا شبلی القاسمی صاحب نے حضرات مبلغین کی زبانی تنظیمی ودعوتی کاموں کو مستحکم بنانے کے سلسلہ میں ان کی آراء بھی سنیں اور مناسب حل بھی بتایا، آپ نے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ حضرات مبلغین امارت شرعیہ کا قیمتی اثاثہ ہیں، آپ کی محنتیں لائق ستائش ہیں، دو روزہ تربیتی اجلاس میں آپ حضرات کی نمائندگی قابل قدر رہی، ہمیں امید ہے کہ آپ نے اس تربیتی اجلاس سے پورا فائدہ اٹھایا ہوگا، جناب مولانا عبدالماجد قاسمی چترویدی صاحب نے برادران وطن کے درمیان مؤثر انداز میں دعوتی کام انجام دینے سے متعلق بہت ہی مفید خطاب فرمایا، انہوں نے مختلف پہلوؤں سے دعوتی اسلوب اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی، اس نشست میں حضرات مبلغین کے لئے تشجیعی انعامات دینے کا بھی اہتمام کیا گیا، نائب ناظم امارت شرعیہ اور شعبہ تنظیم کے ذمہ دار مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اس دو روزہ تربیتی اجلاس کو ہر اعتبار سے کامیاب قرار دیتے ہوئے ہر سال اس کے انعقاد پر زور دیا اور اجلاس کی نظامت بھی کی معاون ناظم جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے، عوام وخواص سے رابطہ کو مستحکم بنانے کے لئے اپنے تجربات کی روشنی میں مفید مشورے دئے، معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے بھی دعوتی عمل کو مؤثر بنانے کے لئے کئی اہم پہلوؤں کی طرف رہنمائی کی، اس موقع پر جناب مولانا اختر حسین شمسی، مولانا مزمل حسین قاسمی، مولانا شعیب قاسمی، مولانا ارشاد رحمانی اور مولانا محی الدین رحمانی نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کے سامنے دعوت وتنظیم سے متعلق کئی اہم مسائل رکھے جن کا حضرت نے جواب بھی مرحمت فرمایا، اجلاس میں مبلغین امارت شرعیہ کے علاوہ امارت شرعیہ کے کئی اہم ذمہ داران اور مہمانان کرام شریک رہے، یہ خبر محمد ضیاء الاسلام قاسمی نے دفتر تنظیم امارت شرعیہ سے بھیجی۔

Volume:59/69,Issue:50 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

نہ انتظار کرو کل کا آج درج کرو
خموشی توڑ دو اور احتجاج درج کرو
(مرزااطہرضیاء)

شہریت ترمیمی قانون: ہندوراشٹر کی بنیاد کا پہلا پتھر

م افضل

شہریت ترمیمی قانون کی منظوری کے بعداس کے پیچھے چھپے ہوئے خفیہ ایجنڈے کی قلعی اب کھل چکی ہے جو دراصل آرایس ایس کا بنیادی ایجنڈا ہے یعنی ہندستان کو ہندوراشٹر بنانا، چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ قانون ہندوراشٹر کی بنیاد کا پہلا پتھر ہے، اس کے لئے آئین میں دراندازی کرکے ترمیم کی گئی، دوسرے فیصلوں کی طرح اس خطرناک فیصلے کو لے کر بھی ملک کے عوام اور عالمی برادری کو گمراہ کرنے کی کوشش ہورہی ہے، کہا جارہا ہے کہ اس کے ذریعہ پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کی مظلوم مذہبی اقلیتوں کو شہریت دی جائے گی، امت شاہ بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شہریت دینے کا قانون ہے، شہریت لینے کا نہیں، لیکن کیا یہ بات درست ہے؟ نہیں بلکہ اس طرح کے بیانات صرف اور صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے دیئے جارہے ہیں۔

حال ہی میں مرکزی وزیرنتن گڈگری کا ایک بیان آیا ہے جس میں انہوں نے بڑی معصومیت سے کہا ہے کہ ہندوؤں کے لئے کوئی اور ملک نہیں ہے اس لئے یہ قانون لایا گیا ہے سوال یہ ہے کہ پھر یہ تخصیص کیوں کہ پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کے ہندوؤں کو ہی شہریت دی جائے گی؟ ہندوتو دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی ہیں اور عرب اور خلیجی ممالک میں تو ان کی بڑی تعداد موجود ہے کل کو اگر انہیں وہاں بھی ستایا گیا تو وہ بیچارے کہاں جائیں گے؟ جواب بہت آسان ہے دوسرے ممالک میں آباد ہندوؤں یا مسلمانوں کو چھوڑ کر دوسری مذہبی اقلیتوں کو شہریت دینے سے وہ سیاسی مقاصد ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے جو ان ممالک کے ستائے ہوئے مظلوم لوگوں کو دینے سے حاصل ہوسکتے ہیں اب گڈگری کے بیان پر ذرا سنجیدگی سے غور کریں، پھر ساری بات سمجھ میں آجائے گی، ایک جمہوری ملک کی جگہ وہ ہندوستان کو ہندوؤں کا ملک سمجھتے ہیں اور اسی لئے انہوں نے کہا ہے کہ ہندوؤں کے لئے ہندوستان کے علاوہ کوئی دوسرا ملک نہیں ہے، ترمیم کے ذریعہ آئین کی دفعہ ۱۴/۱۵/اور ۲۱/کو بے اثر کردیا گیا ہے جن میں واضح طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ ملک کے کسی شہری کے ساتھ رنگ ونسل ذات پات اور مذہب کے نام پر کوئی امتیاز نہیں ہوگا سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا اور سب کو یکساں مواقع حاصل ہوں گے، یہ چالاکی بھی کی گئی ہے کہ ترمیم کے ساتھ لفظ اقلیت کا استعمال کیا گیا ہے اور ہندوؤں کے ساتھ سکھوں، عیسائیوں اور بودھوں کو بھی شہریت دینے کی بات جوڑ دی گئی ہے۔

خوش آئند بات یہ ہوئی ہے کہ اس قانون کے نفاذ کی صورت میں پیدا ہونے والے خطرہ کو ملک کی نوجوان نسل اور خاص طور پر طلباء نے محسوس کرلیا ہے اور اب وہ اس کے خلاف سڑکوں پر ہیں، پچھلے کئی ہفتہ سے اس سیاہ قانون کے خلاف ملک بھر میں احتجاج ہورہا ہے اور اب اس احتجاج میں زیادہ شدت آگئی ہے اس سے مودی سرکار تقریباً بوکھلاسی گئی ہے جامعہ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء کے ساتھ پولس کی وحشیانہ کارروائی نے پورے ملک کے طلباء میں اشتعال بھردیا ہے، اہم بات یہ ہے کہ آسام اور شمال مشرقی ریاستوں میں بھی اس قانون کو لے کر مسلسل احتجاج ہورہا ہے، پورے ملک میں ایمرجنسی سے بدتر حالات ہیں، سرکار اس بڑی تحریک کو طاقت کے زور سے کچلنے کی کوشش کررہی ہے، جن ریاستوں میں بی جے پی کی سرکاریں ہیں وہاں پولس اپنی درندگی اور بربریت کے سارے ریکارڈ توڑ رہی ہے اب تک ایک درجن سے زائد لوگ تشدد اور پولس کارروائی کا نشانہ بن کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں سرکار اس کا الزام اپوزیشن پر عائد کررہی ہے اس کا کہنا ہے کہ کانگریس اور دوسری پارٹیاں لوگوں کو احتجاج کے لئے اکسا رہی ہیں، جبکہ سچائی یہ ہے کہ یہ تحریک از خود پیدا ہوئی ہے اس کی نہ تو کوئی قیادت کررہا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے کسی سیاسی پارٹی کا ہاتھ ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ پرامن مظاہرین کو پہلے طاقت کا استعمال کرکے پولس اکساتی ہے پھر انہیں اپنے جبر استبداد کا نشانہ بناتی ہے، لیکن اس سب کے باوجود تحریک کا دائرہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔

عالمی میڈیا میں ان مظاہروں کے حوالہ سے جو کچھ آرہا ہے اس سے عدم تشدد کے علمبردار ہندستان کا عکس بری طرح مجروح ہورہا ہے لیکن اقتدار پر قابض لوگوں کو اس سے کیا، انہیں تو وہی کرنا ہے جس کے لئے وہ اقتدار میں آئے ہیں، شہریت قانون تو پہلا مرحلہ ہے، دوسرا مرحلہ این آرسی ہے، جب اسے پورے ملک میں لاگو کیا جائے گا اس وقت شہریت ترمیمی قانون کے مضمرات اپنی خطرناک شکل میں ہمارے سامنے ہوں گے تب یہ قانون ان لوگوں بالخصوص مسلمانوں کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہوگا جو کسی وجہ سے اپنی شہریت ثابت نہیں کرسکیں گے، آسام میں اس کا تجربہ ایک انسانی بحران کی شکل میں سامنے آیا ہے جس نے ہر اس شخص کو بہت اندر سے جھنجھوڑ دیا ہے جس کے پاس ایک دردمند دل ہے ان میں مرنال تعلق دار بھی شامل ہیں، پیشہ سے صحافی مرنال کوئی عام شخص نہیں ہیں بلکہ یہ وہ ہیں جنہوں نے آسام میں سب سے پہلے غیرملکی دراندازوں کے خلاف مہم شروع کی اور نہ صرف شروع کی بلکہ اس مہم میں انہوں نے اپنی پوری زندگی صرف کردی مگر اب وہ پچھتا رہے ہیں۔ ''پوسٹ کالونیل آسام'' کے نام سے ان کی ایک کتاب آچکی ہے جس کا اجرا سابق چیف جسٹس رنجن گگوئی نے کیا تھا اور اب ان کی دوسری کتاب ''این آرسی کا کھیل'' بہت جلد منظرعام پر آنے والی ہے، حال ہی میں انہوں نے دستک نامی ایک ویب پورٹل کو انٹرویو دیا ہے جو نہ صرف چونکا دینے والا ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے چشم کشا بھی ہے جو شہریت ترمیمی قانون اور این آرسی کی اندھی حمایت پر اتارو ہیں۔ اپنے اس تفصیلی انٹرویو میں مرنال تعلقدار کہتے ہیں کہ میری اور میرے جیسے ہزاروں لوگوں کی جوانی آسام سے غیرملکیوں کو نکال باہر کرنے کی تحریک کے نظر ہوگئی، ہم میں جوش تھا مگر ہوش نہیں تھا، وہ کہتے ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں پہلی بار یہ تحریک شروع ہوئی اور اس میں طلباء بھی شامل ہوگئے، اس تحریک کے نتیجہ میں ہی ۱۹۸۵ء میں آسام گن پریشد کی سرکار بنی جو درحقیقت ان طلباء کی سرکار تھی جو اس تحریک میں شامل تھے، پانچ سال گزر گئے ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اگلا الیکشن آسام گن پریشد ہار گئی مگر پانچ سال بعد اسی ایشو کو بنیاد بنا کر وہ دوبارہ اقتدار میں آگئی، مرنال آگے کہتے ہیں کہ اب تک ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکا تھا کہ بنگلہ دیشیوں کی شناخت کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے لوگ ہم سے اور ہم اپنے آپ سے مایوس تھے بعد میں داخلہ سکریٹری رہ چکے گوپال کرشن پلائی نے مشورہ دیا کہ آپ سب کی شہریت چیک کروائیں اپنی بھی اور دوسروں کی بھی اس کے بعد جو رہ جائیں وہی درانداز ہیں، مرنال کہتے ہیں کہ چور کی تلاش میں کلاس روم میں سب کی تلاشی لینے کا یہ آئیڈیا ہمیں پسند آیا لیکن تب یہ نہیں معلوم تھا کہ سوا تین کروڑ لوگ جب کاغذات کے لئے ادھر سے ادھر پریشان ہوکر بھاگیں گے تب کیا ہوگا؟ انہوں نے آگے بتایا کہ اس میں آسام کے ہی پردیپ بھوئیاں کا اہم رول تھا انہوں نے ہی اپنے خرچ سے سپریم کورٹ میں رٹ پٹیشن داخل کی تھی جس پر عدالت نے این آرسی تیار کرنے کے احکامات صادر کیے تھے۔

این آرسی کی سفاکی کا حال بیان کرتے ہوئے مرنال کہتے ہیں کہ جب این آرسی کا عمل شروع ہوا تو ہمارے گھر کے لوگوں کے ہی نام غلط ہوگئے، ذرا سوچیے جو لوگ دراندازوں کو نکال باہر کرنے کی مہم چلارہے تھے ان کے گھر والوں کے ہی نام این آرسی کی فہرست میں نہیں آئے، وہ مزید بتاتے ہیں کہ ۴۲/ہزار ملازمین چار برس تک لوگوں کے کاغذات جمع کرکے ان کی تصدیق کرتے رہے پورا آسام پاگل ہوگیا تھا ایک ایک کاغذ کی تصدیق کے لئے دوسری ریاستوں تک لوگوں کو دوڑ لگانی پڑی تھی، سیکڑوں نے گھبرا کر خودکشی کرلی اور کتنے ہی لوگ لائنوں میں لگ کر مر گئے اور اب جو یہ انیس لاکھ کے قریب لوگ فہرست سے باہر ہیں اگر یہ مان لیں کہ آخر میں پانچ یا تین لاکھ کے قریب ان کی تعداد بچ سکتی ہے تو سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ہم ان کا کیا کریں گے؟ مرنال مایوس کن لہجہ میں کہتے ہیں کہ ہم نے یہ سب پہلے نہیں سوچا تھا ہمیں بالکل اندازہ نہیں تھا کہ یہ مسئلہ اس حد تک انسانی جذبہ سے جڑا ہوا ہے، ہمیں لگتا ہے کہ ہم اتنے لوگوں کو نہ تو بنگلہ دیش بھیج سکیں گے اور نہ ہی جیلوں میں رکھ سکیں گے اور نہ ہی اتنے لوگوں کو برہم پتر ندی میں پھینک سکتے ہیں۔

بات یہیں تک محدود نہیں ہے آسام این آرسی کو مودی سرکار مسترد کرچکی ہے، امت شاہ اعلان کرچکے ہیں کہ جب ملک بھر میں این آرسی لاگو ہوگی تو آسام میں اسے دوبارہ نافذ کیا جائے گا، آسام کی کل آبادی سوا تین کروڑ کے آس پاس ہے اور یہاں این آرسی پر بارہ سو بیس کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں یعنی ہر شہری پر ۳۹۹/روپے خرچ ہوئے اب اگر پورے ملک میں اسے لاگو کیا گیا تو اس کے لئے فنڈ کہاں سے آئے گا؟ پورے ملک کی آبادی ۱۳۷/کروڑ تک جا پہنچی ہے اور ۳۹۹/روپے فی کس کے حساب سے اگر تخمینہ لگایا جائے تو پورے ملک میں این آرسی پر ۵۴۶۶۳/کروڑ روپے خرچ ہوں گے اس رقم میں اگر ۶/ہزار کروڑ مزید جوڑ دیں تو یہ خرچ منریگا اسکیم کے بجٹ کے برابر ہوجائے گا، مرنال تعلقدار نے اپنے انٹرویو میں جو کچھ کہا ہے وہ ایک ایسے شخص کی آواز ہے جس نے آسام سے غیرملکیوں کو نکالنے کے لئے ایک طویل لڑائی لڑی ہے مگر اب ان کے پاس صرف اور صرف پچھتاوے کے آنسو ہیں لیکن یہ آنسو شاید مودی اور امت شاہ جیسے لوگوں کو نظر نہیں آسکتے کیونکہ اس کے لئے جس دردمند دل کی ضرورت ہے وہ ان کے سینوں میں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ شہریت قانون کے خلاف عوامی تحریک کو کچلنے کے لئے ملک بھر میں پولس کو ظلم اور بربریت کا سہارا لینے کی مکمل چھوٹ دیدی گئی ہے اور اقتدار میں بیٹھے لوگوں کو عوام کے غصہ کا احساس تو ہے مگر وہ جھکنے کے لئے تیار نہیں ہیں، مودی جی یہ غصہ نہیں ایک نئے انقلاب کی دستک ہے نوجوان نسل سڑکوں پر اتر چکی ہے اس لئے نوشتہ دیوار کو پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)